مقامات حج کا تعارف

مقالے کا موضوع تو" حج ایک تحقیقی جائزہ " ہے، لیکن جن مقامات پر حج ادا ہوتا ہے اور جہاں حجاج کا جانا ازبس ضروری ہے ،اس کا تعارف ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔اس ضرورت اور اہمیت کے پیش نظرزیر نظر باب میں ان تمام مقامات کا انتہائی مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔یقینا اس تعارف کے علاوہ بھی بہت مواد میسر ہے، لیکن اپنے موضوع سے ہٹ جانے نیز طوالت کے ڈر سے انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مقامات کا موجودہ تعارف پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔کہیں کہیں اس کی پرانی حالت کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے،نیز کوشش کی گئی ہے کہ اگر کسی مقام کی کوئی خصوصیت ہو تو اس کا ذکر بھی درج کیا جائے۔ان شاء اللہ یہ تمام معلومات انتہائی مفید اور علم میں اضافہ کا باعث ہوں گی۔

اس باب میں یہ کوشش بھی گئی ہے کہ قارئین کرام کیلیئے جس مقام کا تعارف پیش کیا جائے، ساتھ اس مقام کی تصویر بھی دکھائی جائے تاکہ اس مقام کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں ،کیونکہ اگر الفاظ کے ساتھ تصویر بھی دیکھ لی جائے تو مقام کی صحیح صورت ہمیشہ کیلیئے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔نیز ان تصاویر کو دیکھتے ہوئے ہم ان مقدس مقامات کو دیکھ سکتے ہیں جہاں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور ان مقامات کی موجودہ صورت کا علم بھی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقامات کو کتنی برکتوں اور فضلوں سے ترقی عطا فرمائی ہے۔اب ان مقامات کا تعارف درج کیا جاتا ہے۔

نوٹ :یہاں اس بات کو واضح کر دینا بے جا نہ ہو گا کہ میں نے اس باب میں جدید ترین اور معین معلومات درج کرنے کی کوشش کی ہے، اس سلسلے میں نئی شائع ہونے والی کتاب تاریخ مکہ مکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی کو اپنی بنیاد بنایا ہے۔لہٰذا اکثر جگہ اسی کتاب کے حوالے درج کئے گئے ہیں۔اس کتاب میں باقی کتابوں کے طرز تحریر سے مختلف طرز بیان اپنایا گیا ہے۔پرانی کتابوں میں زیادہ تر قیل وقال پر بنیاد تھی جبکہ اس کتاب کے مصنف نے معلومات کو معین طور پر درج کیا ہے۔اس خصوصیت کو ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی صاحب اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں :

یہ و اضح کر دینا بھی منا سب معلو م ہو تا ہے کہ متقدمین کی کتا بو ں میں بعض مقا مات کی پیما ئش اور ان کی با ہم مسا فت کے تعین میں‌اختلا ف پا یا جا تا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ :

1 ان کی پیمائش کا پیما نہ ذراع تھا اور ذراع کے تعین میں اختلا ف ہے۔

2 پیما ئش کے بعض را ستو ں کا مختلف ہو نا۔

3 نقطۂ ابتدا ء وا نتہا ء کا اختلا ف مثلاً کسی مؤرخ نے جعرا نہ اور مکہ کے درمیا نی مسا فت کی پیما ئش مسجد حرا م سے شرو ع کی تو کسی نے مکہ کی حدود سے اور کسی نے مکہ کی آبا دی کی انتہا ء سے اور متقد مین کا یہ اختلا ف مو جو دہ اہل قلم کی تحریر و ں میں اختلا ف کا اہم سبب ہے۔اس سب کے با وجو د ہم نے کو شش کی ہے کہ اس کتا ب میں بیا ن کر دہ مسا فا ت حقیقت سے قر یب تر ہو ں۔والعلم عند اللہ (243)

میقا ت ذوالحلیفہ

عَن اِبن عَبَّا س قَا لَ وَقَّتَ رَسّو ل اللّٰہ صَلی اللّٰہ عَلِیہ وَسَلَم لِاَ ھلِ المَدِینَۃِ ذَالحَلَیفَۃ (244)

تر جمہ : حضرت ابن عبا س ؓسے رو ایت ہے کہ رسو ل کر یم ﷺ نے اہل مدینہ کیلئے ذو الحلیفہ میقا ت مقرر فر ما یا ۔(حجۃ الو داع کے مو قع پر آ پ ﷺ نے اسی میقا ت سے حج کی غر ض سے احرام با ندھا تھا)اس کا دو سرا نا م ابیا ر علی ہے۔یہ اہل مدینہ اور اس سمت سے مکہ آنے والوں کا میقا ت ہے۔مکہ کی شما لی جا نب 410 کلو میڑ اور مسجد نبوی سے 10 کلو میڑ کے فا صلے پر وا قع ہے۔اس کا عر ض بلد 24,24,44 بجا نب شمال اور طو ل بلدمشر ق میں 39,32,33 ہے۔یہا ں پر ایک مسجد ہے جو مسجد ذو الحلیفہ، مسجد میقا ت اور مسجد شجر ہ کے نا مو ں سے معر و ف ومشہو ر ہے۔رسو ل کر یم ﷺ جب مکہ مکر مہ کا قصد فر ما تے، تو مسجد شجر ہ کی جگہ پر نما ز ادا فر ما تے۔اس کی توسیع و تعمیر نو خا دم حر مین شریفین شا ہ فہد کے دور میں ہو ئی جس کی لا گت کا تخمینہ تقر یبا دو ارب ریا ل ہے۔اس کا کل رقبہ بشمو ل صحن و دیگر ملحقات نوہز ار مر بع میڑ ہے۔اس میں پا نچ ہزار افرا د نما ز ادا کر سکتے ہیں اس کا ایک ہی مینا رہ ہے، جس کی بلندی 64 میٹرہے اور اس کے گنبد کی او نچا ئی 28 میڑ ہے۔245) (

یہ تھامہ کے علاقے میں ذات عرق اور حاذہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔یہ میقات مکہ سے سب سے زیادہ دور ی پر واقع ہے (246)

میقات قرن المنازل

عن ابن عباس قال وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... لاھل نجد قرن المنازل(247)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور نے اہل نجد کیلئے قرن المنازل کو میقات ٹھہرایا۔

قرن کا اطلاق سینگھ پر ہوتا ہے لیکن یہاں قرن سے مراد وہ پہاڑی ہے جو کسی بڑے پہاڑ کا حصہ ہو، لیکن اس سے علیحدہ نظر آتی ہو یہ اہل نجد، اس کے آس پاس خلیج کے باشندوں اور ریاض و طائف کے راستہ سے آنے والوں کا میقات ہے۔یہاں سے مکہ مکرمہ کیلئے دو بڑے راستے ہیں،جن پر دو مسجدیں بنا دی گئی ہیں ،جو گویا میقات پوائنٹ ہیں اس کو سیل کبیر اور سیل صغیر بھی کہا جاتا ہے۔

سیل کبیر کی مسجد

اس میقات پر دو مسجدوں میں سے ایک مسجد سیل کبیر کے نام سے موسوم ہے، جو مسجد حرام سے 80 کلو میٹر بجانب شمال مشرق واقع ہے۔یہاں سے طائف کا فاصلہ 40 کلو میٹر ہے۔اس کا سن تعمیر1402ھ ہے۔یہ سیل کبیر کی آبادی کے شمالی جانب ہے۔اس کا عرض بلد 21,27,51 شمال میں اورمشرق میں طول بلد40,25,25ہے ۔مسجد اور اس کے ملحقات کا رقبہ 2600 مربع میٹر ہے۔اس میں تین ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔اسکی تعمیری لاگت کا تخمینہ سات کروڑ ساٹھ لاکھ ریال ہے۔مسجد میں وہ تمام سہولتیں فراہم کی گئی ہیں جن کی ہر حاجی و معتمر کو ضرورت ہوتی ہے۔

مسجد وادی محرم

یہ مسجد بھی قرن منازل کے میقات ہی سے معروف ہے اور مسجد سیل کبیر کی جنوبی سمت میں واقع ہے۔ ان دونوں مسجدوں کے درمیان 33کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔جبکہ طائف یہاں سے صرف 10کلومیٹر رہ جاتاہے۔یہاں کا عرض بلد 21,20,43بجانب شمال اور طول بلد مشرق میں40,19,39ہے۔اس کی پیمائش 1000 مربع میٹر ہے

۔صدر دروازہ کے اوپر عورتوں کی نماز کیلئے ایک ہال تعمیر کیا گیا ہے، جس کی پیمائش 375 مربع میٹر ہے۔اس مسجد کا کل رقبہ 1375 مربع میٹر ہے۔مسجد کے جنوب مغربی حصہ میں 30میٹر بلند چوکور مینارہ ہے۔اس کی تعمیر کا خرچہ پانچ کروڑ پچاس لاکھ ریال ہے۔اس مسجد میں بھی وہ تمام ضروریات مہیا ہیں جن کی حجاج ومعتمرین کو میقات پر ضرورت ہوتی ہے۔(248)

قرن المنازل کو قرن الثعالب بھی کہتے ہیں اور قرن المنازل ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے جو بنو قرن کہلاتا تھا (249)

میقات یلملم

عن ابن عباس قال وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاھل الیمن یلملم(250)

ترجمہ :حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے اہل یمن کیلئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔

یہ اہل یمن اور جنوب کی سمت سے آنے والے لوگوں کا میقات ہے ،جو آج کل سعدیہ کے نام سے متعارف ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کا فاصلہ 100 کلو میٹر ہے۔یہاں پر ایک قدیم مسجد بھی ہے، اس کا عرض بلد شمال میں 20,42,10 اور طول بلد مشرق میں 35,54,40 ہے۔مکہ مکرمہ اور جازان کے درمیان سڑک تیار ہو جانے کے بعد اب یہاں تک پہنچنا دشوار ہو گیا ہے، چنانچہ حجاج اور زائرین کی سہولت کیلئے اس میقات کے مقابل مغربی سمت میں سر راہ ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے، جس کا رقبہ 625 مربع میٹر ہے، اس میں 1500 نمازیوں کی گنجائش ہے ۔اس مسجد کی تعمیر کا تخمینہ ایک کروڑ دس لاکھ ریال ہے۔مسجد حرام سے اس کافاصلہ 130 کلو میٹر اور پرانے میقات سے جنوب مغرب میں 21کلو میٹر ہے۔(251)

یلملم کو الملم بھی کہا جاتا ہے یہ تھامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے یہاں مسجد معاذ بن جبل بھی واقع ہے (252)

میقات جحفہ

عن ابن عباس قال وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... الشام الجحفۃ(253)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم نے جحفہ کو اہل شام کیلئے میقات مقرر فرمایا۔یہ میقات اہل شام ،مصر اور اس کے اطراف سے آنے والوں کا میقات ہے، جو مسجد حرام سے شمال مغرب میں 187 کلو میٹر دوری پر واقع ہے۔یہاں سے جنوب مشرق میں 17 کلو میٹر کے فاصلے پر شہر رابغ ہے۔جبکہ بحر احمر یہاں سے مشرق میں صرف 15 کلو میٹر رہ جاتا ہے۔مکہ اور مدینہ کے درمیان سڑک ہے، جس کو طریق ہجرۃ (ہجرت روڈ) کہا جاتا ہے۔اس پر مکہ مکرمہ سے 211 کلو میٹر پہلے اس میقات کے محاذات ہیں۔اس کا عرض بلد شمال میں 22,42,15 اور طول بلد مشرق میں 39,08,5۔یہاں پر ایک نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے، جس کی پیمائش 900 مربع میٹر ہے۔اس کی لاگت کا اندازہ ایک کروڑ ریال ہے۔اس میں 220 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

نوٹ :اس سمت سے آنے والے رابغ سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں، اس لیے جحفہ رابغ کے تقریبا بالمقابل یا اس سے ذرا پہلے ہی واقع ہے۔(254)

جحفہ کا نام پہلے مھیعۃ تھا، پھر اسے جحفہ کہا جانے لگا، کیونکہ سیلاب یہاں کے لوگوں کو بہا کر لے گیا تھا۔ یہ پانچویں صدی میں ویران ہو گیا تھا اور اس کے بعد سے اس کا کوئی وجود نہیں۔(255)

میقات ذات عرق

عن ابن عمر قال لما فتح هذان العمران اتوا عمر فقالوا یا امیر المومنین ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حد لاهل نجد قرنا و هو جور عن طریقنا وانا ان اردنا قرنا شق علینا قال فانظروا احذوها من طریقکم فحد لهم ذات عرق(256)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب یہ دونوں شہر فتح ہو گئے ،تو اس کے رہنے والے حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین رسول کریم ﷺ نے اہل نجد کیلئے قرن (المنازل)کو میقات ٹھہرایا ہے جبکہ وہ ہمارے راستے سے ہٹ کر ہے اور اگر ہم قرن(المنازل)سے احرام کا ارادہ کریں ،تو یہ ہم پر مشکل ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر اپنے راستے پر اس کے برابر میں کوئی جگہ تلاش کرو، پھر ان کیلئے ذات عرق کو میقات ٹھہرایا۔

اس خطہ میں عرق اسو د نا می ایک پہا ڑ ہے، اس منا سبت سے اسے ذات عرق کہتے ہیں۔آج کل اس مقا م کو ضریبہ بھی کہتے ہیں۔یہ میقا ت مسجد حرا م سے شما ل مشر ق میں 90 کلو میٹر کے فا صلے پر ہے۔یہا ں قر ن منا زل کی مسجد سیل کبیر صرف 35 کلو میٹر کے فا صلے پر ہے۔اس کا عرض بلد شما ل میں 21,56,09 اور مشر ق میں طو ل بلد 40,26,10 ہے۔(257)

مکہ مکرمہ سے موا قیت کی مسا فت کا نقشہ

قرن منا زل

ذات عرق

یلملم

جحفہ

ذوالحلیفہ

80 کلو میٹر

90 کلو میٹر

130 کلو میٹر

182 کلو میٹر

410 کلو میٹر

(258)

حدو د حرم

پہلی مر تبہ حضرت ابراہیمؑ سے حضرت جبر ائیل نے تحدید کر و ائی۔فتح مکہ کے بعد تمیم بن اسدالخز اعی کو ان حدو د کی تجدید کی ذمہ داری سو نپی گئی۔اس کے بعد وقتاًفوقتاً مسلم حکمر ان، خلفا ئ، با اثر شخصیا ت مختلف جگہو ں میں حرم کی حدبندی کے طو ر پر علامات نصب کر تی رہیں ہیں، جن کی مجمو عی تعداد 943 تک پہنچی۔عا م طو ر پر یہ تمام علا ما ت پہا ڑو ں، ٹیلو ں اور نما یا ں جگہوں پر تھیں۔آج کل ان میں سے اکثر کے نشا نا ت مٹ چکے ہیں۔صر ف وہی علا ما ت با قی ہیں، جن کی تر میم، تجدید اور نگہداشت ہو تی رہی۔حر م کے رقبہ کا دائر ہ 127 کلو میٹر ہے۔کل رقبہ سا ڑھے پا نچ سو مر بع کلو میٹر ہے۔اللہ تعا لی نے ا سی دا ئر ہ حر م کو لو گو ں کیلئے مر کز اورجا ئے امن بنا یا ہے (259)

ذیل میں حدو د حرم کا مختصر تعا رف درج کیا جا رہا ہے۔

مسجد حرام اور حدود حرم کے ما بین مسا فت کا ایک تقر یبی نقشہ

تنعیم(مسجد عا ئشہ)

نخلہ

اضا ۃ لبن

جعرانہ

حدیبیہ

عر فات

7,6 کلومیٹر

13 کلومیٹر

16 کلومیٹر

22کلومیٹر

22 کلومیٹر

22 کلومیٹر

(260)

تنعیم

یہ جگہ مکہ سے حل کے علاقے میں ہے اور یہ مکہ اور سرف مقام کے درمیان ہے۔اسے تنعیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے دائیں طرف پہاڑ ہے، جس جانام نعیم ہے، جبکہ بائیں طرف واقع پہاڑ کا نام ناعم ہے اور وادی کا نام نعمان ہے۔یہاں سے مکہ کے لوگ عمرے کا احرام باندھتے ہیں۔(261)

مسجد تنعیم

مسجد عائشہ (مسجد تنعیم)مسجد حرام سے جانب شمال مکہ مدینہ روڈ پر ساڑھے سات کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے حدود حرم میں سب سے نزدیک حد حرم یہی ہے۔اس مبارک مسجد کی تعمیر اس جگہ پر ہوئی ہے، جہاں حضرت عائشہؓ نے 10ھ میں حج وداع کے موقع پر عمرہ کے احرام کی نیت کی تھی۔یہاں محمد بن علی شافعی نے مسجد تعمیر کی۔اس مسجد کی نئی توسیع خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں ہوئی ہے، مسجد کا کل رقبہ مع ملحقات 84500مربع میٹرہے۔تعمیر پر قریبا ایک کروڑریال کی لاگت آئی۔مسجد کی تعمیر 6 ہزار مربع میٹر پر ہے۔اس میں 15 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔(262)

مقام نخلہ

مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ ایک مقام ہے جو شمال مشرق کی سمت حرم مکہ کی حد ہے۔اس کی دو سمتیں ہیں، ایک سمت کو نخلہ یمانی کہتے ہیں ،یہ طائف کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر ہے اور دوسری کو نخلہ شامی کہتے ہیں، اسے مضیق بھی کہتے ہیں ،جو مکہ سے 45 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ان دونوں حصوں یمانی اور شامی کو ایک طویل پہاڑ

ی سلسلہ ایک دوسرے سے جدا کر تا ہے جس کانام داء ۃ ہے۔اس مقام نخلہ پر رسول اکرم ﷺ نبوت کے دسویں سال مشہور سفر طائف سے واپسی پر ٹھہرے تھے۔(263)

اضاۃ لبن

یہ ایک جھیل نما مقام ہے۔لبن دودھ کو کہتے ہیں ،اس کے نزدیک پہاڑی کا رنگ سفیدی مائل ہے، اس مناسبت سے اس مقام کو اضاۃ لبن کہتے ہیں۔آج کل یہ جگہ عقیشیہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔یہ نسبت ابن عقیش نامی ایک شخص کی طرف ہے، جو نویں صدی ہجری میں اس جگہ کامالک تھا۔(264)

جعرانہ

اس جگہ کی نسبت ایک عورت کی طرف ہے، جو قریش کے بنو تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔اس کا نام ریطہ اور لقب جعرانہ تھا۔آج کل اس جگہ ایک بستی ہے، جو وادی سرف کے شروع میں ہے اور مسجد حرام سے شمال مشرقی سمت میں 24 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور ایک سڑک اس کو مکہ سے ملاتی ہے۔یہاں کا پانی اپنی شیرینی میں ضرب المثل ہے۔یہاں ایک مسجد ہے، جہاں سے اہل مکہ عمرہ کی نیت کرتے ہیں۔اس مسجد کی تعمیر و توسیع خادم حرمین شاہ فہد کے دور میں تقریبا 20 لاکھ ریال کی لاگت سے ہوئی۔مسجد کا رقبہ 430 مربع میٹر ہے اور ایک ہزار نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔(265)

حدیبیہ

یہ حدود حرم سے باہر مکہ جدہ کی قدیم شاہراہ پر ایک مقام ہے۔یہاں حدیبیہ نام کا کنواں تھا، جس کے نام پر اس جگہ کا نام پڑا تھا۔آج کل یہ جگہ شمیسی کے نام سے معروف ہے ،یہ بھی ایک کنویں کا نام ہے۔یہاں نئی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔یہ جگہ مسجد حرام سے 24 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔یہاں سے حدود حرم 2 کلو میٹر کے

فاصلے پر ہے۔اس جگہ پر ایک قدیم مسجد کے آثار بھی ملتے ہیں ،جو پتھر اور چونے سے تعمیر کی گئی تھی۔اسی حدیبیہ کے مقام پر 6 ھ میں بیعت رضوان کا اہم واقعہ پیش آیا۔(266)

حدیبیہ ،جدہ سے30 اور مکہ سے 10 میل پر واقع ہے۔یہاں وہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں، جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں،اور ساحلی میدان شروع ہوتے ہیں۔یہ مقام حجاج کی ضرورتوں کے تحت آباد ہونے لگا اور یہ گاؤں کم از کم آٹھویں صدی ہجری سے شمیسہ کہلاتا ہے اور اب پولیس کی اہم چوکی ہے۔(267)

حجاز

سمندر اور طریق مکہ کے درمیان کم بلند ایک پہاڑی سلسلہ ہے، جو ٹوپوگرافی (سطح زمین کی ساخت)والے نقشے میں واضح نظر آتا ہے۔یہ گویا دیوار چین کی طرح ایک قدرتی پشتہ ہے۔عربی زبان میں رکاوٹ، دیوار، پشتے کو حجاز کہا جاتا ہے۔اسی کی بنا پر عرب کا یہ مغربی علاقہ حجازکے نام سے موسوم ہے۔یہ پہاڑی سلسلہ دور شمال میں کوہ سینا سے شروع ہوتا ہے اور جنوب میں یمن کے صعودیعنی فراز تک جاتا ہے۔(268)

مکہ کا محل وقوع

اس کا ہموار نشیبی علاقہ بطحاء کہلاتا ہے۔مکہ میں داخل ہونے کیلئے 3 بنیادی راستے ہیں۔معلاۃ، مسفلہ، شبیکہ ۔مکہ کا عرض بلد 21,25,19 شمالا اور طول بلد39,49,46 شرقا ہے۔سطح سمندر سے بلندی300 میٹر سے زائدہے۔(269)

مکہ وادی ابراہیم میں ہے، جو دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان ہے۔شمالی فراز میں کوہ قعیقعان ہے ،جنوب میں کوہ حدیدہ ہے اور اس سے آگے جنوب میں غار ثور کی سمت طریق یمن پر کوہ کدیٰ ہے، پھر کوہ ابو قبیس اور کوہ خندمہ ہیں۔مکہ شہر کے وہ علاقے جو بیت اللہ سے بھی نشیب میں ہیں، اسی معنی میں مسفلہ اور فرازو الے علاقے المعلیٰ کہلاتے ہیں۔ادھر ہی الحجون کا علاقہ ہے۔حضور ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو المعلیٰ کی جانب سے ہی داخل ہوئے تھے۔(270)

بحیر ہ قلزم کے ساحلی مقام الشعیبہ میں ایک بہت بڑا کار خانہ لگا یا گیا ،جو سمندری کھاری پانی کو صاف و شیریں کرتا ہے۔جس کی روزانہ مقدار ایک لاکھ ساڑھے تیرہ ہزار کیوبک میٹر ہوتی ہے۔یہ پانی طویل پائپوں کے ذریعے مکہ معظمہ پہنچتا ہے اور ام القری کے بیٹوں اور مہمانوں کی پینے، نہانے اور استعمال کی دوسری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔(271)

ذی طوی

یہ مکہ مکرمہ کی ایک وادی تھی۔آج کل صرف اس کا نام رہ گیا ہے۔وہ بھی ایک کنویں کی نسبت سے ،جو جرول محلہ میں بئر طوی کے نام سے معروف ہے، ورنہ اس وادی کا سارا علاقہ آبادی میں ضم ہو گیا ہے۔اس وادی کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے یہاں رات گذاری، صبح اٹھ کر کنویں کے پانی سے غسل فرمایا اور نماز ادا کی، پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے (حجۃ الوداع کے دوران)۔(272)

المحصب

یہ ایک اہم تاریخی مقام ہے۔جو مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں منیٰ کی طرف جاتے ہوئے پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی ہموار جگہ ہے۔محصب اس جگہ کو کہتے ہیں ،جہاں کنکریاں جمع ہوں، چونکہ اردگرد پہاڑوں پر ہونے والی بارش کا پانی بہ کر یہاں جمع ہوتا تھا ،تو اس میں کنکریاں بھی جمع ہو جاتی تھیں ،اس لئے اس کو محصب کہتے ہیں۔اس کو خیف بنی کنانہ اور الابطح کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ابطح اس جگہ کو کہتے ہیں ،جو گھاٹی سے نکل کر کشادہ ہو جائے۔یہ جگہ چونکہ ہموار اور نسبتاً سرسبز تھی، اس لئے اہل مکہ تفریح اور اہم اجتماعی فیصلوں کیلیے یہاں جمع ہوتے تھے۔اسی مقام پر کفار مکہ نے مسلمانوں سے تاریخی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا، جس کا تذکرہ شعب ابی طالب کے ضمن میں ملتا ہے۔نیز اسی مقام پر آنحضور ﷺ نے اپنے سفر حجۃالوداع میں مکہ سے واپسی پر قیام فرمایا تھا (اور حضرت عائشہ ؓ کو یہیں سے عمرہ کرنے کیلیئے روانہ کیا تھا)۔اب اس مقام پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی ہے، جو مسجد محصب کے نام سے معروف ہے (273)

جبل ابو قبیس

یہ مسجد حرام کے نزدیک صفا پہاڑی سے متصل ایک پہاڑ ہے۔اس کی بلندی سطح سمندر سے 420 میٹر اور سطح زمین سے 120 میٹر ہے۔ابو قبیس ایک شخص تھا، جس نے اس پہاڑ پر سب سے پہلے مکان بنایا، اسی نسبت سے پہاڑ کو بھی جبل ابو قبیس کہا جانے لگا۔زمانہ جاہلیت میں اس کو امین بھی کہا جاتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ اسی پہاڑ میں حجر اسود ایک زمانہ تک محفوظ رہا۔(274)

مکہ سے عرفات کے راستے پر جبل ابو قبیس کے نیچے سرنگیں بنی ہوئی ہیں، جو نیم دائرے کی شکل میں ہیں۔سرنگ کا فرش 60 فٹ چوڑا ہے۔اس کی لمبائی ایک کلو میٹر ہے۔اس سے 30,20 میٹر کے فاصلے پر پہاڑی کے نیچے ایک اور سرنگ ہے۔(275)

جبل قعیقعان

یہ بلند و بالا پہاڑ مسجد حرام سے متصل شمال مغرب میں ہے اور حارۃ الباب سے لیکرشامیہ تک پھیلا ہوا ہے۔اس پہاڑ کو بہت سے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔جس محلہ میں اس کا جو حصہ ہے، اس اعتبار سے اس کا نام ہے۔اس کے شمال مغربی حصے کو جبل العبادی کہا جاتا ہے اور حجون اور معلی قبرستان سے متصل حصہ کو جبل سلیمانیہ اور دحلہ کی سمت کو جبل السودان اور قرارۃ اور فلق کے درمیانی حصہ کو جبل القرارہ اور جنوبی حصے کو جبل ہندی کہتے ہیں کہ اس سمت اس کے دامن میں ہندی باشندے آبادہیں۔یہ پہاڑ سطح سمندر سے تقریبا 410 میٹر اور سطح زمین سے ایک سو دس میٹر بلند ہے۔مکہ کے دو پہاڑوں کا ایک نام اخشبین ہے، اس سے مراد جبل ابو قبیس اور جبل قعیقعان ہوتے ہیں۔(276)

مسجد حرام

رسول کریم ﷺ کے دور میں مسجد (حرام)کی چار دیواری نہیں ہوتی تھی۔لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھا کرتے تھے۔پھر حضرت عمرؓ نے یہ چار دیواری بنوائی۔(277)

کعبہ کے اردگرد چاروں مذاہب کے اماموں کے مقام یعنی مصلے تھے۔کعبہ اور جنوب مشرقی طرف کے درمیان مقام (یا مصلی) الحنبلی تھا ،جنوب مغرب میں مقام المالکی، شمال مغرب میں مقام الحنفی (مقام الحنفی کی دو منزلیں تھیں ، اوپر والی منزل موؤذن اور مبلغ استعمال کرتے تھے اور نچلی منزل امام اور اس کے نائب کیلئے۔موجودہ سعودی حکومت نے یہ تمام مصلے ختم کر دیے ہیں۔اب ایک ہی امام کے پیچھے ،جو عموما حنبلی ہوتا ہے،سب لوگ نماز پڑھتے ہیں۔اب مسجد حرام کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اس میں بیک وقت 35 لاکھ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں اسے کعبہ کے اردگرد 3 منزلہ تعمیر کیا گیا ہے (278)

مسجد حرام سے مراد کعبہ، اس کے آس پاس مطاف کی جگہ اور وہ ساری توسیعات ہوتی ہیں ،جو حضرت عمر کے عہد سے شاہ فہد کے زمانہ تک مختلف تاریخی ادوار میں ہوتی رہی ہیں۔نیز مسجد حرام کے اطلاق میں وہ صحن بھی شامل ہیں ،جو مسجد کے اردگرد نماز کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ایک زمانہ تک لوگ امام کی اقتداء میں نماز با جماعت مقام ابرہیم کے پیچھے ادا کرتے رہے اورصرف اسی ایک جانب جماعت قائم ہوتی، باقی سمتوں میں صفیں نہیں ہوتی تھیں۔لیکن جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی، تو یہ سمت تنگ پڑگئی۔مکہ کے گورنرخالد بن عبد اللہ القسری متوفی 120 ھ نے بیت اللہ کے چاروں طرف گولائی میں صفیں بنوادیں، جس کی تائیداس وقت کے علمائ، فقہاء اور تابعین نے کی۔چنانچہ اس وقت سے آج تک چاروں طرف صفیں قائم ہوتی چلی آرہی ہیں۔مسجد حرام کی مختلف مراحل میں توسیعات ہوتی رہیں۔اس مسجد کی موجودہ عظیم الشان عمارت کی اکثر توسیعات اور زیبائش کا کام سعودی خاندان کے ذریعے عمل میں لایا گیا۔

اس توسیعی منصوبے کا بنیادی پلان شاہ عبدالعزیز نے 1948ء میں بنایا تھا۔1953ء میں شاہ عبد العزیز کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شاہ سعود کے دورمیں یہ منصوبہ شروع ہوا ،جو قریبا 20 سال میں پورا ہوا۔جس کی لاگت 62 کروڑ ریال سے زائد ہے۔اس تعمیر و توسیع کے بعد ایک قابل ذکر کام یہ ہوا کہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے شاہی فرمان جاری کیا کہ مسجد حرام کی چھت کو اس طرح تیار کر دیا جائے کہ چھت پر بھی نماز ادا ہو سکے۔وہاں آواز، روشنی اورپانی کا بندوبست کر دیا جائے۔اوپر جانے کیلئے متحرک سیڑھیاں لگا دی جائیں اور چھت پر ٹھنڈے پتھر کا فرش لگا دیا جائے۔الغرض اس مقصد کیلئے تمام مطلوبہ اقدامات کئے جائیں۔1986ء میں

اس پر عمل در آمد کیا گیا۔اس کے اخراجات کا تخمینہ 3 کروڑ ریال ہے۔اس اصلاح و مرمت کے بعد چھت کا 42 ہزار مربع میٹر رقبہ اس قابل ہو گیا کہ اس پر ایک لاکھ پچاس ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔(279)

شاہ فہد بن عبد العزیز نے 1988ء میں دوسری سعودی توسیع کا سنگ بنیاد رکھا۔یہ تعمیری و توسیعی کام 1993ء میں مکمل ہوا۔اس توسیع میں باب عمرہ اور باب عبد العزیز کے درمیان ایک وسیع عمارت تعمیر کی گئی، جس کی اصل جگہ 19 ہزار مربع میٹر ہے۔اس میں نماز کیلئے درج ذیل چار منزلیں ہیں۔1 تہ خانہ 2 اس کے اوپر پہلی منزل 3 دوسری منزل 4 اس پر چھت کی پلاننگ اس انداز سے کی گئی ہے کہ اس پر بہت بڑی تعداد نماز ادا کر سکتی ہے۔ان چاروں منزلوں کا کل رقبہ 76 ہزار مربع میٹر ہے۔اس نئی عمارت کی بنیادیں ایسی مستحکم اور مضبوط ہیں کہ ضرورت پڑنے پر مزید ایک منزل تعمیر کی جا سکتی ہے۔اس عمارت میں تین گنبد ہیں ،ہر گنبد کا رقبہ 225 مربع میٹر ہے اور ہر ایک کی بلندی 13 میٹر ہے۔تہ خانے میں اترنے کیلئے دوسری منزل اور چھت پر جانے کیلئے اس توسیعی عمارت کے دونوں طرف عام سیڑھیوں کے علاوہ متحرک سیڑھیاں بھی ہیں۔ہر منزل میں ستونوں کی تعداد 530 ہے، جن میں سے ایر کنڈیشن سسٹم کی ٹھنڈی ہوا کی نکاسی بھی ہوتی ہے۔

نوٹ :مسجد حرام کی دوسری توسیعی عمارت میں دو تہ خانے ہیں۔ایک نماز کیلئے اور دوسرا مسجد حرام کے فنی اور ٹیکنیکل معاملات کے کنٹرول کیلئے، جس میں عمومی داخلہ منع ہے۔اس لئے درج بالاسطور میں صرف ان چار منزلوں اور ان کے مساحتی رقبہ کا ذکر کیا ہے، جو عملا نماز کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔شاہی فرمان کے مطابق مسجد حرام کے چاروں طرف توسیع کر کے صحن بنا دیے گئے ہیں، جن پر سفید ٹھنڈے پتھر کا فرش لگایا گیا ہے اور اس پر صفوں کے نشانات دیے گئے ہیں ،تاکہ نمازیوں کی صفیں ٹھیک رخ پر قائم ہو سکیں۔صحن میں پینے کا پانی ،نکاسی آب، روشنی کا انتظام عمدہ طریقہ پر کیا گیا ہے۔ہر طرف وضو کرنے کی جگہیں اور بیت الخلاء بنا دیے گئے ہیں۔موجودہ مسجد حرام کا کل رقبہ مع تہ خانہ، چھت، صحن وغیرہ قریبا تین لاکھ چھیاسٹھ ہزارمربع میٹر ہے، جبکہ اس میں ازدحام کے وقت دس لاکھ سے زیادہ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔(280)

مسجد حرام سے متعلق بعض اہم معلومات

مسجد حرام کے دروازے

خا نہ کعبہ کے گر د اطراف میں قریش آبا د تھے، انھو ں نے مطا ف اور بیت اللہ تک آنے جا نے کیلے مکا نو ں کے در میان گلی نما جگہ خالی چھوڑی ہو ئی تھی۔ان کے مکانات اور بیت اللہ کے درمیان کو ئی دیو ار حا ئل نہیں تھی۔سب سے پہلے جب حضرت عمرؓ نے مسجد حرا م کی تو سیع کی، تو مطا ف کے گر د دیو ار یں بھی بنا دیں اور ان میں‌در وا ز ے لگادیے، مگر جیسے جیسے مسجد حرا م کی تو سیع ہو تی گئی، درو ازو ں کی تعداد بھی بڑھتی رہی۔یہاں ں تک کہ دو سری سعودی توسیع کے بعد ان کی تعدا د 95 سے متجا و ز ہو گئی۔اس میں و ہ درو ا زے بھی شا مل ہیں جو تہ خا نہ، پہلی او ر دوسری منزل میں دا خل ہو نے کیلئے ہیں۔نیز متحر ک سیڑھیو ں کے درو ا زے اور پل نماگزر گا ہو ں کے دروازے بھی شامل ہیں۔ان کی گنتی کا آغا ز باب ملک عبدالعزیز سے شروع ہو کر دوسری سعو دی تو سیع کے آخری دروازہ نمبر 95 پر ختم ہو تا ہے۔وا ضح رہے کہ بعض دروازے کچھ عر صہ قبل ہی بنا ئے گئے ہیں ،جو مذکو رہ تعداد میں شا مل نہیں ہیں۔مثلا مسعیٰ میں‌باب بنی شیبہ کی جا نب پل نما گز ر گا ہ اور مروہ کے قر یب بنائے گئے نئے دروازے وغیر ہ۔اس طرح مسجد کے دروازوں کی تعداد 112 سے متجا وز ہو گئی۔(281)

مسجد حرام کے مینا ر

مسجد حرام کی عما رت میں 9 مینا ر ہیں۔جن میں سے 8 مینار چا ر صدر دروازوں (باب ملک عبد العزیز ،باب فتح ، باب عمرہ، باب ملک فہد) پر بنا ئے گئے ہیں، جبکہ نو اں مینار صفا سے متصل دروازے پر بنا یا گیا ہے۔ہر مینار ایک مستحکم بنیا د پر قا ئم ہے، جس کا گھیرا 27 مر بع میٹر ہے۔ان میناروں کے اندر گو ل سیڑ ھی ہے، جس سے مینا رو ں پر چڑھا جا سکتا ہے۔

ہر مینا ر6 اجزا ء پر مشتمل ہے، جن کی بلندی در ج ذیل ہے۔

مینا ر کی بیر و نی چو کو ر بنیا د

مینا ر کا پہلا چھجہ

مینا ر کا گو ل حصہ

مینار کا دو سر ا چھجہ

مینار کا گنبد

مینار کا چاند

مکمل مینار کی بلندی

32.35میٹر

12.15میٹر

19.09میٹر

12.26میٹر

7.33میٹر

8.52میٹر

89 میٹر

(282)

متحرک سیڑھیاں

خادم حرمین شریفین کے دورمیں مسجد حرام کی عمارت کے گرد 7 متحرک سیڑھیاں نصب کی گئی ہیں ،جو بجلی سے چلتی ہیں تاکہ ان کے ذریعے دوسری منزل اور چھت پر جانا آسان ہو۔مسجد کے گرد یہ ساتوں سیڑھیاں درج ذیل مقامات کے قریب ہیں۔

1 باب اجیاد سے متصل 2 باب صفا کے پاس 3 مروہ کے نزدیک
4 4 باب الفتح کے قریب 5 شامیہ کی جانب باب عمرہ کے قریب 6,7 دوسری توسیع کے شمال وجنوب دونوں طرف

ہر گروپ 4 عدد سیڑھیوں پر مشتمل ہے۔اس کے لئے جو عمارت تیار کی گئی ہے، ان میں سے ہر ایک کا رقبہ 375 مربع میٹر ہے۔ایک سیڑھی ایک گھنٹہ میں پندرہ سو افراد منتقل کر سکتی ہے۔نیز باب صفا کے قریب دو لفٹیں ہیں، جو عمومی استعمال کے لیے ہیں، جبکہ چاروں صدر دروازوں کے قریب دو دو لفٹیں خصوصی استعمال کیلئے ہیں۔ (283)

ایر کنڈیشن اسٹیشن

دوسری سعودی توسیع اور مسعیٰ کی پہلی منزل کو ایر کنڈیشنڈ کرنے کیلئے مسجد حرام سے 600 میٹر دور اجیاد روڈپر پلانٹ تیار کیا گیا ہے، جو چھ منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔اس میں جدید ترین مشینری کے ذریعے ہوا کو ٹھنڈا کر کے پائپ لائن کے ذریعہ دوسری سعودی تعمیر کے نچلے تہ خانے میں پہنچایا جاتا ہے، جو اس عمارت کے ستونوں میں موجود خلا سے نکل کر مطلوبہ حصے کی فضا کو ٹھنڈا کرتی ہے۔(284)

وضو خانے اور بیت الخلاء

صحن کے مختلف اطراف میں ایسی عمارات تیار کی گئی ہیں ،جو وضو خانوں اوربیوت الخلاء پر مشتمل ہیں۔ان میں عورتوں اور مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ انتظام ہے۔ایک عمارت عبدالعزیز گیٹ کے سامنے زیر زمین ہے، جو دو منزلوں پر مشتمل ہے۔اس میں 690 بیت الخلاء اور 449 وضو کی ٹوٹیاں ہیں۔جبکہ دوسری عمارت مروہ کے صحن میں ہے ،یہ بھی دو منزلہ ہے۔ان وضو خانوں کا کل رقبہ چودہ ہزار مربع میٹر ہے۔ان وضو خانوں اوربیوت الخلاء میں اعلیٰ قسم کے ٹائل لگے ہوئے ہیں اور ان کے اندر کپڑے یا بیگ وغیرہ لٹکانے اور نہانے کا انتظام موجود ہے۔ اس میں 144 بیت الخلاء اور 1091وضو کی ٹوٹیاں ہیں۔ان کے علاوہ مسجد حرام کے شمالی جانب بھی وضو خانے اور بیوت الخلاء ہیں۔(285)

گاڑیوں کیلئے سرنگ

گاڑیوں کی آمد و رفت کیلیے باب ملک عبدالعزیز کے سامنے ایک سرنگ تیار کی گئی ہے، تاکہ پیدل چلنے والے سکون واطمینان سے مسجد میں داخل ہوں اور ازدحام کی شکل بھی نہ بنے۔نیز مسجد کے متصل گاڑیوں کا شور نہ

ہو اور باب عبدالعزیز کے سامنے کا سارا صحن نماز کیلئے استعمال ہو سکے۔یہ سرنگ مغرب میں شبیکہ پل سے شروع ہو کر مشرق میں جبل ابو قبیس کے پاس ختم ہوتی ہے۔اس کی لمبائی 1500 میٹر ہے اور اس کا چھتا ہوا حصہ 661 میٹر ہے۔اس سرنگ میں دوراستے ہیں، ایک مکہ کی مغربی جہت سے آنے والوں کیلیے اور دوسرا مکہ کی مشرقی سمت اور منیٰ، مزدلفہ و عرفات سے آنے والوں کیلئے ہے۔اس سرنگ میں 4 عدد پارکنگ ہیں، جہاں گاڑیاں رک کر نمازیوں کو اتار دیتی ہیں اور وہ متحرک سیڑھیوں کے ذریعے مسجد حرام کے صحن تک پہنچتے ہیں اس سرنگ میں روشنی اور ہوا کابہترین انتظام ہے۔سرنگ کی نگرانی اور احتیاطی تدابیر کے پیش نظرسرنگ میں کیمرے نصب کیے گئے ہیں تاکہ پوری سرنگ پر نظر رکھی جا سکے (286)

کوہ صفا

صفا :صفاۃ کی جمع ہے اور اس کے معنے ہیں: سخت موٹے پتھر، جن پر مٹی نہ ہو اور کھیتی بھی نہ ہو سکے۔صفا بیت اللہ کے پاس بڑے بڑے پتھروں کی ایک پہاڑی کا بھی نام ہے۔(287)

یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس سے حج و عمرہ کے اہم رکن، سعی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ یہ جنوب مشرقی سمت میں واقع ہے اور کعبۃ اللہ سے اس کا فاصلہ 130 میٹر ہے۔اس پہاڑی پر ایک گنبد نما چھت بنائی گئی ہے (288)

مروہ

المروۃ :یہ مرو کا مفرد ہے اور مروہ ان سفید چھوٹے چھوٹے چمکتے ہوئے چقماقی صفت رکھنے والے پتھروں کو کہتے ہیں، جن سے لوگ آگ نکالتے ہیں۔مروہ بھی ایک پہاڑی کا نام ہے، جو بیت اللہ کے پاس ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بنی ہوئی ہے۔غرض صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کا نام ہے، جو خانہ کعبہ کے پاس ہیں اور اب خانہ کعبہ وسیع ہو کر ان کو آلگا ہے اور ایک دروازہ ان میں آکر کھلتا ہے۔ان پر ایک بازار ہے، جو صوق صفا کہلاتا ہے اور شہر کا حصہ ہے اور اسی بازار میں اب سعی ہوتی ہے۔پہلے دونوں پہاڑیاں

الگ الگ تھیں، لیکن اب بھر تی پڑ کر مل گئی ہیں اور ایک ہی معلوم ہو تی ہیں۔صر ف دو نشا ن لو گو ں نے سعی کیلیے بنا رکھے ہیں، جن سے سعی شروع کر نے اورختم کر نے کا حا ل انسا ن کو معلو م ہو تا ہے (289)

یہ بھی ایک چھو ٹی سی پہا ڑی ہے، اس کے پتھر کا نا م مر و ہے۔جو ما ئل بسفیدی اور نہا یت سخت ہو تا ہے۔ کعبہ شریف کے رکن شا می سے اس کا فا صلہ تقریبا تین سو میٹر شما ل مشر قی جا نب ہے۔اس کے پا س آکر سعی کی انتہا ہو تی ہے۔یہ مبا رک پہا ڑی بھی اللہ تعا لیٰ کے شعائر میں سے ہے۔(290)

مر وہ نحر کی جگہ تھی

حضرت اما م مالکؒ کو یہ با ت پہنچی کہ رسو ل اللہ ﷺ نے فر ما یا منیٰ کو کہ نحر کی جگہ یہ ہے اور سا ری منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ میں فر مایا مر وہ کو کہ نحر کی جگہ یہ ہے اور سب را ستے مکہ کے نحر کی جگہ ہیں۔(291)

حضر ت مر زا بشیر احمد صا حب ایم ،اے اپنی عظیم الشا ن تصنیف سیر ت خا تم النبیین ﷺ کے صفہ 72 پر ایک نو ٹ میں تحر یر فر ما تے ہیں: با ئبل میں مقام ذبح یعنی قر با ن گا ہ مو ریا کو ظا ہر کیا گیا ہے مگر یہ تصر یح نہیں ہے کہ یہ جگہ کہاں و اقع ہے۔البتہ یہ ذکر ہے کہ یہ ایک پہا ڑی جگہ ہے۔(بائبل میں اس سے متعلق الفا ظ یہ ہیں: تب اس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے اضحا ق کو جو تیر اا کلو تا ہے اور جسے تو پیا ر کر تا ہے ، سا تھ لیکر مو ریا کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہا ڑ پر جو میں تجھے بتا ؤ نگا، سو ختی قر با نی کے طو ر پر چڑھا۔[پیدا ئش باب 22 آیت 2])

با ئبل میں اس جگہ کے متعلق تصر یح نہ ہو نے کی وجہ سے خو د یہودی اور مسیحی علماء کے در میا ن اختلا ف ہے کہ یہ جگہ کہاں اور کو ن سی ہے، لیکن غور کر یں تو مکہ کے پا س کی پہا ڑی مروہ کیساتھ یہ نا م اور یہ تشر یح بالکل منطبق ہو جا تی ہے اور نا م میں جو خفیف سا فر ق ہے وہ زبا نو ں کے اختلاف کی بنا پر قا بل لحا ظ نہیں ہے۔بے شک یہ درست ہے کہ اب حج کے موقع پر قربانی مروہ کے پاس نہیں ہوتی ،بلکہ منیٰ میں ہو تی ہے۔لیکن اول تو منیٰ اور مروہ ایک دو سرے کے پا س ہی ہیں۔دو سر ے حدیث میں آنحضر ت ﷺ کے فرما ن سے یہ بات ثابت ہوتی

ہے کہ اصل قربانی گاہ مروہ ہی تھی، بعد میں حاجیوں کی کثرت کی وجہ سے آبادی سے فاصلہ پر مقرر کر دی گئی (292)۔

مسعیٰ

صفا ومروہ کے درمیان میدانی پٹی ہے، اس کو مسعیٰ (سعی کی جگہ) کہا جاتا ہے۔یہ جگہ پہلے غیر ہموار اور اونچی نیچی تھی۔اس کی اصلاح ومرمت کا کام مختلف ادوار میں بارہا ہوا، یہاں تک کہ آج وہ نہایت خوبصورتی اور صفائی و ستھرائی کی آئینہ دار ہے۔چھت بنا کر پوری میدانی پٹی کو دو منزلہ بنایا گیا ہے۔ایک وقت وہ تھا جب مسعیٰ مسجد حرام سے علیحدہ تھی۔حتی کہ درمیان میں مکانات و عمارتیں حائل تھیں ،نیز مسعیٰ کی دونوں جانب دکانیں تھیں، جن کے بیچ سے گزر کر سعی کی جاتی تھی۔سعودی حکومت نے عمارتوں اور دکانوں کو خرید کر اس انداز سے تعمیر کیا کہ مسعیٰ کو مسجد حرام سے ملا دیا۔نیزصفا و مروہ کی درمیانی مسافت کو ہموار کر کے عمدہ قسم کا فرش بنا دیا گیا ہے۔مسعیٰ کی لمبائی 394.5 میٹر ہے۔یہ پیمائش صفاکی بلندی پر دیوار سے شروع ہو کر مروہ کی بلندی پر دیوار تک ہے۔مسعیٰ کی پٹی کا عرض 20 میٹر ہے، گویا مسعیٰ کی ایک منزل کا مساحتی رقبہ 7,890 مربع میٹر ہے اور دونوں منزلوں کا مساحتی رقبہ 15,780 مربع میٹر ہے۔پہلی منزل کی بلندی 11.75 میٹر، جبکہ دوسری منزل کی بلندی 8.5 ،میٹر ہے۔

صفا مروہ کے درمیان مسعیٰ کی دوسری منزل پر جانے کیلئے متحرک سیڑھیاں اور لفٹیں ہیں۔متحرک سیڑھیاں باب الصفا کے باہر اور لفٹیں باب الصفا کی اندرونی جانب ہیں۔صفا ومروہ کی پہلی منزل میں عام دروازوں کے علاوہ سات ایسی گزر گاہیں ہیں،جو پل نما ہیں۔ان کا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ صفا مروہ کی جانب سے براہ راست مسجد حرام میں داخل ہونا چاہیں، وہ ان پل نما گزر گاہوں کے ذریعے جا سکتے ہیں، تاکہ ان کی وجہ سے سعی کرنے والوں کی سعی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔واضح رہے کہ مسعیٰ کی پہلی منزل دو حصوں میں تقسیم ہے ،ایک حصہ صفا سے مروہ جانے کیلئے خاص ہے اور دوسرا حصہ مروہ سے صفا واپسی کیلئے۔ان دونوں راہوں کے درمیان جالی دار رکاوٹ کے ذریعہ دو چھوٹی گزر گاہیں بنائی گئی ہیں، جن میں سے معذور و کمزور لوگوں کو وہیل چیئر (wheel chair) کے ذریعہ سعی کرائی جاتی ہے۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پہلی منزل کو ایئر کنڈیشنڈ کر دیا گیا ہے۔سعی

کے دو ران دو جگہ سبز رنگ اور سبز لا ئٹ کی نشا نی ظا ہر کی گئی ہے، ان کے درمیان تیز رفتا ری سے چلنا مسنو ن ہے۔

1417ء اور 1423ء میں مر وہ پہاڑی پر پتھروں کی نا ہمو اری کو ختم کر کے ہمو ار کر دیا گیا ہے اور اس کے گر د مختلف در و ازے لگا ئے گئے ہیں تا کہ سعی کر نے کے بعد با ہر نکلنا آسا ن ہو۔اسی سمت میں دو پل نما گزر گا ہیں بھی بنا دی گئیں ہیں ،جن میں سے ایک تو با لا ئی سڑک پر جا نے کیلیے استعما ل ہو تی ہے، جبکہ دو سری گزر گا ہ آخری چھت سے براہ راست قرا رہ (مسجد حرا م کی شما لی سمت میں ایک مقا م) کی جا نب عام سڑک پر آنے جا نے کیلیے استعما ل ہو تی ہے۔(293)

مطا ف

اس سے مر اد بیت اللہ شر یف کے چا روں طر ف کھلا ہوا صحن ہے، جس میں طوا ف کعبہ کے چکر لگا ئے جا تے ہیں۔حضر ت عبد اللہ بن زبیر نے سب سے پہلے اس طوا ف کی جگہ کوپختہ بنا یا ،جس کا عر ض تقر یبا 5 میٹر تھا۔اس کے بعد بھی اس کی توسیع ہو تی رہی۔ یہا ں تک کہ 1375ھ میں 40 سے 50 میٹر کی وسعت دیکر مطا ف کو گو ل دا ئرہ کی شکل میں بنا دیا گیا اور حجا ج اور معتمرین کی رو ز افزو ں تعدا د کے پیش نظر گزر گا ہو ں کو ختم کر دیا گیا۔منبر اور اذان کی جگہ کو بھی مطا ف سے منتقل کر دیا گیا،منبر اور اذان کی جگہ کو بھی مطاف سے منتقل کردیا گیا، بئر زمز م کو تہہ خا نہ میں منتقل کر کے ا س کی جگہ کو بھی مطا ف میں شا مل کر لیا گیا۔چا رو ں مصلو ں کی عما را ت اور مقا م ابرا ہیم ؑکے گنبد کو بھی منہدم کر دیا گیا ، اس طر ح مطا ف کی تو سیع ہو گئی کہ بڑ ی تعداد میں لو گ طو اف کر سکتے ہیں۔ آخری تو سیع کے دو را ن مطا ف میں ایسا عمدہ پتھر لگایا گیا ہے، جو ٹھنڈا رہتا ہے اوردھو پ کی تپش اس پر اثر انداز نہیں ہو تی، نتیجتا طوا ف کر نے وا لے شدیدسے شدید دھو پ میں بھی ننگے پا ؤں طواف کر سکتے ہیں۔مطا ف میں زمز م کے تہہ خا نہ کی دیو اریں ازدحا م کے وقت طوا ف کر نے والو ں کیلئے رکا وٹ بنتی تھیں،

لہذا تہ خانے میں داخلہ کی جگہ کو مسعی سے باہر مشرقی صحن میں منتقل کرنا زیر غور ہے اس سے مطاف میں مزید وسعت ہو جائیگی (294)

حرم کے چوکور وسیع صحن کے غالب حصے کو 6418 میٹر قطر کے مدور مطاف نے 3300 مربع میٹر رقبے میں گھیر رکھا ہے۔ مطاف میں مشرق سے مغرب کی طرف ہلکا سا جھکاؤ ہے۔ مطاف سے باہر کا حصہ کبھی بجری اور کنکریوں سے بنا ہوتا تھا، جنھیں حصیٰ کہاجاتا تھا، اس لئے اس حصے کو حصاوی کہا جاتا تھا۔ اس کا رقبہ 8400 مربع میٹر تھا۔(295)

مقام ابراہیم (پرانی عمارت)

یہ ایک چھوٹی سی عمارت ہے، جو مطاف سے باہر باب السلام اور کعبہ کے درمیان (کعبہ سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہ چاہ زمزم سے 21 گز شمال مغرب میں ہے۔ اس میں اور دیوار کعبہ میں بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ یہ 8 فٹ بلند ہے، اس میں 6 ستون ہیں، اردگرد لوہے کا ایک جنگلہ ہے اور اندر 5 فٹ لمبا ایک صندوق، جس میں سنگ ابراہیم رکھا ہوا ہے۔ یہ وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی دیواریں اٹھائی تھیں (296)۔

یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اسمیں آپ کے قدموں کے نشان ہیں۔(297)

پہلے مقام ابراہیم کو چاندی کے صندوق میں بند کر کے اس پر گنبد نما کمرہ بنایا گیا، جس کا طول و عرض 18 مربع میٹر تھا۔ پھر شاہی فرمان کے مطابق 18 جولائی 1387ھ / 1967ء کو مقام ابراہیم شاندار کرسٹل میں نصب کر دیا گیا اور کمرہ ختم کر دیا گیا۔ کرسٹل کے گرد لوہے کی مضبوط جالی لگائی گئی، جسے سنگ مرمر کے ایک بڑے پتھر میں نصب کیا گیا، جس کا طول و عرض 2.34 مربع میٹر ہے۔ اس اقدام سے مطاف کی 15.6 مربع میٹر جگہ خالی ہوئی۔ پرانے کمرے کی عمارت 18 مربع میٹر پر مشتمل تھی۔ پھر خول کے معدنی ڈھانچے کو بدل کر پیتل کے دھات سے نیا خول بنایا گیا۔ اندرونی جالی کو سونے کی جالی لگائی گئی۔ بیرونی جانب 10 ملی میٹر شفاف شیشہ نصب

کیا گیا ،یہ شیشہ شدید حرارت بر داشت کر تا ہے اور ضر ب لگا نے سے نہیں ٹو ٹتا۔مقا م ابرا ہیم کے نیچے نصب شدہ کا لے پتھر کی جگہ سفید سنگ مر مر نصب کیا گیا۔یہ تر میمی عمل بیس لا کھ ریا ل کی لا گت سے 21 شو ال 1418ھ کو مکمل ہو ا۔(298)

زمزم

یہ مبا رک کنواں کعبہ شریفہ سے 21 میٹر کے فا صلے پر و اقع ہے۔جدید ترین تحقیق کے مطا بق کنو یں کے گر د مختلف چشمو ں سے پا نی کا ابا ل 11 سے لیکر 18.5 لیٹر فی سیکنڈ ہے۔اس طر ح ایک منٹ میں اس کی کم از کم مقدا ر 660 لیٹر اور ایک گھنٹہ میں 39600 لیٹر ہے۔ان چشمو ں میں سے ایک کا دہا نہ حجر ا سو د کی طر ف سے کھلتا ہے ،سب سے زیا دہ پا نی اسی سے نکلتا ہے۔ایک اور چشمہ کا دہا نہ مکبر یہ (اذان کی جگہ)کے سا منے ہے۔ان کے علا وہ بھی چھو ٹے چھوٹے چشمے ہیں ،جو صفا و مر وہ کی طر ف سے آ تے ہیں۔بئر زمزم پر ایک عما رت بنی ہو ئی تھی جو 88.8 مر بع میٹر رقبہ پر محیط تھی، جو 1318ھ سے 1388ھ کی درمیا نی مدت میں گر ادی گئی، تا کہ اس جگہ مطا ف کی تو سیع ہو جائے۔زمز م پینے کا انتظا م تہ خا نے میں کر دیا گیا ،جو مطا ف کے نیچے ہے اور ائیر کنڈ یشنڈ ہے۔اس تہ خا نہ میں اتر نے کیلئے 23 سیڑ ھیا ں ہیں، جو بئر زمز م تک جا نے کیلیے عو ر تو ں، مر دو ں کیلیے علیحدہ علیحدہ ہیں۔اس تہ خا نہ میں چا ہ زمز م کے متصل 350 ٹو ٹیا ں لگی ہیں، جن میں سے 220 ٹو ٹیا ں مر دو ں کی جا نب اور 130 ٹو ٹیاں عو ر تو ں کے حصے میں ہیں۔اس کنویں کو شیشے کی دیوار سے محفو ظ کر لیا گیا ہے ،جس سے کنو یں کو با آسا نی دیکھا جا سکتا ہے۔اس تہ خانہ او ر کنو یں تک پہنچنے کا را ستہ مطا ف کے اندر ہے اور اسے مسعیٰ کے با ہر مشر قی صحن میں منتقل کر نے کا منصو بہ زیر غو ر ہے، تا کہ مطا ف میں مزید و سعت آجا ئے۔(299)

اس کنو یں کی مختصر تا ریخ یو ں بتا ئی جا تی ہے کہ حضر ت اسمٰعیل کی شد ت پیا س کی وجہ سے حضرت ہا جر ہ صفا و مر وہ کے چکر لگا رہی تھیں کہ کہیں پانی نظر آ ئے ،تو اللہ تعالیٰ نے حضر اسمٰعیل ؑکے قدمو ں سے یہ چشمہ جا ری فر ما یا۔کچھ عر صہ بعد یمن سے قبیلہ جرہم مکہ آکر آبا د ہو ا۔بعد میں حضر ت اسمعیل ؑکی شا دی اسی قبیلہ کی ایک لڑ کی سے ہو ئی۔حضر ت اسمٰعیل ؑکے بعد اسی قبیلہ نے بیت اللہ کی پا سدا ری کا شر ف حا صل کیا۔بعد کے دو ر میں انھو ں نے اس کی حر مت کو پا ما ل کر نا شر و ع کیا، تو سزا کے طو ر پر یہ کنو اں خشک ہو گیا اور نا م و نشا ن مٹ گیا۔

کئی صدیوں تک اسی طرح کوئی اس کی جگہ کا علم نہ رکھتا تھا۔پھر حضرت عبد المطلب نے خواب کے ذریعے اشارہ پاکر اس کی کھدائی کروائی اور اسے جاری کیا۔(300)

زمزم در حقیقت اس گیت کو کہتے ہیں ،جو خوشی میں گایا جاتا ہے۔معلوم ہوتا ہے حضرت ہاجرہ ؓ نے اس چشمہ کا نام خود زمزم رکھا تھا، کیونکہ اس چشمہ کے ذریعے سے اپنے بچہ کی نجات کی خوشی میں ان کیلیے شکریہ میں گانے کا موقع پیدا ہوا تھا۔(301)

آب زمزم کی ٹینکی

مسجد حرام سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر محلہ کدٰی میں 1415ھ میں ایک ٹینکی بنائی گئی، جس میں زمزم کی وافر مقدار کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اور ایسا مشینی سسٹم نصب کیا گیاہے ،جو آب زمزم کو کنویں سے اس ٹینکی تک منتقل کرتا ہے۔اس ٹینکی کی وسعت 1500 سو مکعب میٹر ہے۔(302)

خانہ کعبہ

البیت سے مراد: کعبہ، بیت العتیق ،بیت الحرام یہ تمام نام قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔جب اللہ تعالی نے آدم کو جنت سے نکالا، تو وہ بہت غمگین ہوئے اور بہت زاری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خیمہ سے عزت بخشی اور یہ خیمہ مکہ میں کعبہ کی جگہ بنایا گیا۔اس وقت کعبہ نہیں ہوتا تھا۔اسی دن سے اسکے ساتھ حجر اسود بھی اتارا گیا، جو سفید رنگ کا پتھر تھا، پھر طوفان (نوح)کے زمانے میں کعبہ اٹھا لیا گیا اور اس کی بنیادیں رہ گیئں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ابراہیم ؑکو حکم دیا کہ وہ اس کی تعمیر کریں۔اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کے ذریعے ان کی راہنمائی فرمائی کہ بنیادیں کہاں ہیں۔اس پر ان دونوں نے کعبہ کی دیواریں بنائیں ،جبکہ اس کے اوپر چھت نہیں ڈالی۔اس کی بنیاد 5 یا7 پہاڑوں کے پتھروں سے بنائی گئیں ،جنھیں ملائکہ اٹھا کر لاتے تھے۔ان پہاڑوں کے نام حرائ،ثبیر، الجودی ،طور سینائ،طور زیتا،احد،لبنان ہیں۔جب حضرت ابراہیمؑ اس کی تعمیر سے فارغ ہو چکے، تو حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے اور کہا کہ اس کا طواف کرو۔اس پر حضرت ابراہیمؑ اور حضر

ت اسمعیلؑ نے طواف کیا (7 دفعہ چکر لگائے) ارکان (حجراسود ،رکن یمانی) کا استلام (چھونا یا بوسہ سینا) کرتے ہوئے جب طواف کر لیا، تو پھر مقام کے پیچھے نماز ادا کی دو رکعت اور حضرت جبرائیلؑ نے ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو عبادت کے طریق بتائے۔ پھر حکم دیا کہ اب آپؑ لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔(303)

خانہ کعبہ کی تعمیر نو از حضرت ابراہیمؑ

واذیرفع ابرھیم القواعد من البیت و اسمعیل : اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ بیت اللہ کو ہم نے مثابہ اور امن کا مقام بنایا ہے۔اس میں یہ کوئی ذکر نہیں تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر کس کے ہاتھوں ہوئی ،مگر اب فرماتا ہے کہ حضرت ابرہیمؑ نے بیت اللہ کی بنیادیں رکھی تھیں، مگر یہ درست نہیں۔کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے یضع القواعد نہیں فرمایا، بلکہ یرفع القواعد فرمایا ہے۔اگر بنیاد رکھنے کا ذکر ہوتا تو وضع کا لفظ استعمال کیا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ پہلے سے موجود تھا،مگر اس کی عمارت منہدم ہو چکی تھی۔حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی بنیادوں کو بلند کیا اور بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی۔(304)

کعبہ کی دو بارہ سہ بارہ تعمیر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم، اے اپنی شہرہ آفاق تصنیف سیرت خاتم النبیین ﷺ میں مختلف تواریخ کا خلاصہ بیان کرتیء ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ہر دنیوی چیز کے ساتھ ٹوٹ پھوٹ کا سلسلہ لگا ہوا ہے، چنانچہ کعبہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد کئی دفعہ گرا اور کئی دفعہ بنا۔بعض اوقات کسی سیلاب کے زور سے، جو مکہ کی وادی میں کبھی کبھی آجاتا تھا،اس کی عمارت کو نقصان پہنچ جاتا تھا اور اس کے متولی اسے گرا کر پھر تعمیر کرتے تھے اور بعض اوقات آگ یا کسی اور حادثہ کے نتیجہ میں ایسا کرنا پڑتا تھا، چنانچہ ہر اس قوم کو کعبہ کی تعمیر کرنی پڑی ،جس کے ہاتھ میں اس کی تولیت گئی۔بنو جرھم، خزاعہ اور قریش سبھی نے اپنے اپنے وقت میں اس کی تعمیر کی اور پھر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں قریش نے اسے دوبارہ تعمیر کیا اور انھوں نے اس کے اندر کچھ ترمیمات بھی کیں۔چنانچہ انھوں نے اس کی بلندی کو زیادہ کر کے اوپر چھت ڈالی اور اسکے اندر 6 ستون بنائے اور چھت میں ایک روشندان بنایا اور کعبہ کے دروازے کو اونچا کر دیا، مگر چونکہ ان کے پاس سامان تھوڑا تھا، اس لئے وہ کعبہ کو اس کی اصل ابراہیمی بنیادوں پر کھڑا نہ کر سکے۔بلکہ انھوں نے ایک طرف کو قریباً سات ہاتھ جگہ چھو

ڑدی اس چھوڑے ہوئے حصہ کو حطیم یا حجر کہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اسے کعبہ کا حصہ ہی قرار دیا ہے۔(305)

(کعبہ کا)شمالی کونہ الرکن العراقی کہلاتا ہے، مغربی الرکن الشامی، جنوبی الرکن الیمانی اور مشرقی (حجر اسود کی رعایت سے) الرکن الاسود (306)

سعودی دور حکومت میں کعبہ کی تجدید و ترمیم

سلطان مراد عثمانی ترکی نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا جو کام کرایا تھا، اس کو 375 سال کی طویل مدت گذر چکی تھی اور اب عمارت کی حالت ایسی تھی کہ اسکی تجدید و ترمیم ضروری تھی۔اس لئے خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ کعبہ کی تجدید و ترمیم کی جائے۔چنانچہ محرم 1417ھ میں یہ کام شروع ہو کر چھ ماہ میں مکمل ہوا۔بنیادوں کو مزید مضبوط کیا گیا ،شاذروان کی مرمت کی گئی ،دیواروں کی بیرونی جانب کو ہموار کیا گیا، پتھروں کے درمیان سے پرانا مسالہ نکال کر نیا سیمنٹ مسالہ لگایا گیا ،دونوں چھتوں کو از سر تو تعمیر کیا گیا اور تینوں ستونوں کو نئی لکڑی سے بنایا گیا (307)

شاذروان

اس سے مراد کعبہ کی دیوار کے نچلے حصے میں ابھرا ہوا منڈیر نما حصہ ہے، جو مطاف کی زمین سے قریب ہے۔البتہ حطیم کی سمت ابھری ہوئی پٹی، جس پر کھڑے ہو کر اور کعبہ سے چمٹ کر زائرین دعا مانگتے ہیں، یہ کعبہ کا حصہ ہے شاذروان نہیں ہے۔زمین سے اس پٹی کی بلندی قریبا 13 سینٹی میٹر ہے اور اس کا عرض 45 سینٹی میٹر ہے۔شاذروان کی بابت ایک روایت یہ ہے کہ اسے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کرایا تاکہ دیواروں کی بنیادوں میں پانی سرایت نہ کرے۔دوسری حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں پیتل کے کڑے گاڑدیے گئے ہیں، جن سے غلاف کعبہ بندھا رہتا ہے۔(308)

رکن یمانی

اسے رکن یمانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ شریف کی عمارت کے اس کونے میں واقع ہے، جو ملک یمن کے بالمقابل ہے۔یہ رکن یمانی حجر اسود کے برابر والا کونہ ہے۔رسول کریم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے کہ طواف کے دوران اس رکن کو بھی بوسہ دیا کرتے تھے۔(309)

باب کعبہ

حضرت ابراہیم ؑنے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی، تو کعبہ کے دو دروازے زمین کے برابر بنائے تھے۔لوگ مشرقی دروازہ سے داخل ہوتے اور مغربی دروازہ سے باہر آجاتے۔واضح رہے کہ دونوں دروازوں پر کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ ان کو بند کیا جاسکے، تا آنکہ یمن کے ایک بادشاہ اسعد تبع ثالث نے ایک پٹ کادروازہ لگوادیا، جو بوقت ضرورت کھولا اوربند کیا جاتا تھا۔قریش نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس میں مغربی سمت کا دروازہ بند کر دیا اور مشرقی دروازہ بند کر دیا اور مشرقی دروازہ کو زمین سے بلند کر کے دو پٹ کا دروازہ لگا دیا۔باب کعبہ کی تجدید و تزیین حسب ضرورت تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہے۔سعودی فرماں روا شاہ خالد بن عبد العزیز آل سعود نے بھی ان دونوں دروازوں کی تجدید کی اور ان پر خالص سونے کی تختیاں جڑنے کی ہدایات جاری کیں، جس کی لاگت ایک کروڑ چونتیس لاکھ بیس ہزار ریال تھی، جبکہ 280 کلو گرام سونا اس مذکورہ لاگت کے علاوہ ہے۔دونوں دروازوں کا بنیادی ڈھانچہ لکڑی کا ہے اور اس پر خالص سونے کی تختیاں جڑ دی گئی ہیں اور ان پر عمدہ قسم کی نقش و نگاری کی گئی ہے۔یہ کام ایک سال میں مکمل ہوا ،جس کا آغاز 1.12.1398 ہجری کو ہوا تھا۔(310)

دروازہ پر سونے سے محض ملمع نہیں کیا گیا، بلکہ اسے خالص سونے سے مکہ مکرمہ کے ایک جوہری احمد ابراہیم بدر نے بنایا ہے۔یہ دروازہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہے۔شاہ خالد نے 22 ذی القعدہ 1399 ھ (ستمبر 1979ء) کو اس زریں باب کا افتتاح کیا .... ایک لاکھ ریال سے اس دروازے اور کعبہ کے اندرونی باب توبہ کی ڈیزائننگ کی گئی۔یہ کام منیرجندی انجینئر نے کیا۔1398 ھ میں ایک مستقل ورکشاپ میں اس زریں باب کوبنانا شروع کیاگیا۔2 سال تک شاہ خالد اور اعیان وزراء اس کام کو دیکھنے کیلیے آتے رہے اور آخر کار یہ دروازہ چودھویں صدی ہجری کے اختتام سے پہلے مکمل ہو کر نصب ہو گیا۔(311)

حجر اسود

یہ پتھر کعبہ کے جنوبی حصے میں نصب کیا گیا ہے۔صحن (مطاف) سے اسکی اونچائی 1.10 میٹر ہے، لمبائی 25 سینٹی میٹر اور عرض تقریبا 17 سینٹی میٹر ہے۔کعبہ کی دیوار میں اس پتھر کے ٹکڑے جڑے ہوئے ہیں۔شروع میں یہ ایک ہی ٹکڑا تھا، مگر قرامطہ (قرامطہ شیعہ کے اسمعیلی باطنی فرقہ کی ایک شاخ ہے یہ ابو طاہر قرمطی کے متبعین ہیں۔اس فرقے کے لوگوں نے حجر اسود کو اکھاڑا اور اس کو احساء لے گئے۔یہ افسوسناک واقعہ 319ھ کا ہے، پھر 339ھ میں 20 سال بعد یہ پتھر وہاں سے واپس لاکر موجودہ جگہ پر نصب کیا گیا)۔(312) اور ان کے بعد کچھ ایسے حادثات پیش آئے کہ اس کا ظاہری حصہ ٹوٹ گیا اب اس کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہیں۔ان کا سائز مختلف ہے ،بڑا ٹکڑا کھجور کے برابر ہے۔ان ٹکڑوں کو ایک پتھر کے بڑے ٹکڑے میں جوڑا گیا ہے اوراس پر چاندی کا فریم لگا دیا گیا ہے۔اس بڑے پتھر اور چاندی کے حلقے کی ترمیم وتزیین کا کام ماہ ربیع الاول 1422ھ میں انجام پایا۔

ملتزم

حجرا سود والے کونے اورخانہ کعبہ کے دروازہ کی درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں ،یہ حصہ تقریبا 2میٹر ہے (313)

زینہء کعبہ

کعبہ شریف کے اندر چھت پر چڑھنے کیلیے رکن عراقی میں زینہ لگا ہواہے۔اس کا دروازہ ساگوان کی لکڑی کاہے۔پہلے سات زینے سنگ مرمر کے بنا دیے گئے ہیں، باقی لکڑی کے ہی ہیں۔(314)

کعبہ کی عمارت

قریش نے سن ہجری سے 18 سال پہلے اسے دوبارہ تعمیر کیا اوراس عمارت کی بلندی 8.64 میٹر کردی گئی، جبکہ سابقہ بلندی صرف 4.32 میٹر تھی۔اس تعمیر سے پہلے کعبہ کی چھت نہیں تھی ،قریش نے چھت کا اضافہ کر دیا۔ اس چھت میں ایک پرنالہ بھی لگا دیا گیا جو حطیم کی جانب گرتا ہے، نیز اس تعمیر سے پہلے کعبہ کے دو دروازے تھے، ایک کو بند کر دیا گیا اور دوسرے کو مطاف سے بلند کر کے نصب کر دیا گیا۔(315)

خانہ کعبہ کی چھت

زمانہ دراز تک کعبہ کی عمارت بغیر چھت کے تھی، قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی اور اب دو چھتیں ہیں۔ایک اوپر اور ایک نیچے۔چھت میں ایک سوراخ ہے، جس کا طول و عرض 1.4 * 1.27 میٹر ہے۔اس پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا ہے۔جہاں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے۔جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلاف کعبہ بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھا دیا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کے اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گذر کر چھت پر آمد و رفت ہوتی ہے۔واضح رہے کہ 1397ھ میں لکڑی کی قدیم سیڑھوں کی بجائے مضبوط المونیم کی گول سیڑھیاں بنا دی گئی ہیں، جن کی تعداد 50 ہے۔(316)

اندرون خانہ کعبہ

کعبہ کے اندر لکڑی کے تین ستون ہیں، جن پر چھت ہے۔دروازہ کے سامنے ہی ایک محراب ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ محراب عین اس جگہ پر بنا ہے، جہاں رسول کریم ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی تھی۔

دروازہ کے داہنی طرف ایک زینہ ہے جو چھت کی طرف چڑھتا ہے۔اس کا ایک دروازہ ہے، جو باب التوبۃ کے نام سے معروف ہے۔

کعبہ کی دیواروں کی اندرونی جانب مضبوط اوررنگین سنگ مرمر لگایا گیا ہے،اندرونی دیواروں پر سبز رنگ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں۔(317)

میزاب رحمت

یہ ایک پرنالہ ہے، جو کعبہ کی چھت میں لگا ہوا ہے۔اسکے کے ذریعہ بارش کا پانی یا چھت کی دھلائی کاپانی حطیم کی سمت گرتا ہے۔قریش نے سب سے پہلے بیت اللہ پر چھت بنائی، تو اسمیں پرنالہ نصب کیا، ورنہ اس سے قبل نہ چھت تھی نہ پرنالہ۔1417ھ میں جب کعبہ کی تجدید ہوئی تو اس پرنالہ(میزاب رحمت)کو ازسرنو تیار کیا گیا اور اس کا طول و عرض سابقہ پرنالہ کے مطابق ہی رکھا گیا ،جس کو سلطان عبد المجید خان عثمانی نے 1273ھ میں بیت اللہ کی چھت پر نصب کرایا تھا۔اس کے آگے کے حصے میں بسم اللہ الرحمان الرحیم تحریر ہے اوراس کی با

ئیں جانب یہ عبارت لکھی گئی ہے۔جدد ھذاالمیزاب خادم الحرمین الشریفین الملک فھدبن عبد العزیز آل سعود ملکالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ (اس پر نالہ کی اصلاح و تجدید سعودی فرمانروا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعودنے کر ائی)اس پرنالہ کی دونوں جانب منڈیر پر نوکدار میخیں گاڑدی گئیں ہیں، تاکہ پرندے اس پر نہ بیٹھ سکیں۔نیز پر نالہ پر سونے کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔پر نالہ کی لمبائی 2.53 میٹر ہے۔(318)

حطیم

حطیم سے مراد بیت اللہ سے ملحق وہ جگہ ہے جو نصف دائرے کی شکل میں ہے۔اس کو حجر اسمعیل بھی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ حضرت ابراہیم ؑنے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسمعیل ؑاور ان کی والدہ کیلیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا۔(319)

غلاف کعبہ

علامہ ازرقی نے لکھا ہے..... یمن کے بادشاہ تبع حمیری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔یہ اسلام سے ۹ صدی پہلے کا واقعہ ہے۔قریش مکہ نے غلاف حریر کا بنایا اور پھر اسے ہمیشہ کعبہ پر ڈالتے رہے۔حضور رسالت مآب ﷺ نے یمن اور مصر کی قبطی چادر کا غلاف چڑھایا۔حضرت امیر معاویہ نے دیباج کا اور بنو اامیہ نے دیباج کا غلاف جاری رکھا۔مامون الرشید عباسی سال میں 3 مرتبہ غلاف بدلتا۔مہدی عباسی حج کیلیۓ آیا تو بیت اللہ غلافوں سے اٹا پڑا تھا۔اس نے تمام پر انے غلاف اتروادیے اور صرف ایک غلاف رہنے دیا۔عباسی خلفاء نے اس کیلیۓ سیاہ رنگ مخصوص کر دیا، اس وقت سے ابتک غلاف کا یہی رنگ ہے (320)۔

غلاف کعبہ اور کارخانہ غلاف کعبہ

حضرت اسمعیل ؑنے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو غلاف پہنایا ،جبکہ بعض تاریخی روایات میں ہے کہ یمن کے حکمران اسعد حمیری تبع سے اس کا آغاز ہوا۔اسلامی دور میں رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد حضرا

ت خلفاء ؓ نے اپنے اپنے دور میں کعبہ شر یفہ کو غلاف پہنایا۔ سنہ ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء میں خلا فت عبا سیہ کا دور ختم ہو ا تو غلاف کعبہ مصر یا یمن سے آتا تھا، تا آنکہ سلطا ن اسمٰعیل قلا وون نے قاہرہ کے اطراف میں تین بستیوں کی آمد نی غلا ف کعبہ کے لئے وقف کی، تو صر ف مصر سے تیا ر ہو کر آنے لگا۔ بعد ازاں سلطا ن سلیم خا ن عثما نی تر کی(۹۴۷ ھ) نے اس وقف شدہ زمین میں مزید سات گا ؤں کاا ضا فہ کیا۔ پھر محمد علی پا شا نے اس کا ر خیر کیلئے حکومت کی نگر انی میں ایک مستقل شعبہ قا ئم کر دیا جس کے ما تحت مصر ی حکو مت ہر سا ل غلا ف تیا ر کر کے بھیجتی رہی۔ یہا ں تک کہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں بعض وجوہ کی بنا پر مصر سے غلاف کعبہ کی آمد رک گئی، تو شاہ عبد العزیز نے مکہ مکر مہ میں غلاف کی تیا ری کیلیے ایک کا ر خا نہ کی تعمیر کا فرما ن جا ری کیا اور اس کا رخا نہ میں پہلا غلاف ۱۳۴۶ھ میں تیا ر ہو ا اور ۱۳۵۵ھ تک اسی کا ر خانہ کا تیا ر شدہ غلا ف ،کعبہ شریفہ کو پہنا یا جا تا رہا۔ ۱۳۵۵ھ میں سعودی اور مصر ی حکو مت کے درمیا ن یہ طے پایا کہ آئندہ پھر مصر ہی کی جانب سے غلا ف تیا ر ہو کر آیا کر ے گا، چنا نچہ اسی پر عمل درآمد ہو تا رہا۔ جب ۱۳۸۱ھ میں دو با رہ یہ سلسلہ رک گیا ،تو سعو دی حکو مت نے دو سر ی مر تبہ پھر غلا ف کی تیا ری کیلئے مقا می کا ر خانہ میں کا م شر و ع کر ایا۔

کا ر خانہ غلا ف کعبہ

خا د م حرمین شر یفین شا ہ فہد بن عبد العزیز نے ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں اس نئے کا ر خا نہ کی بنیا د رکھی۔ اس وقت وہ وزراء کی کمیٹی کے سر بر اہ اور وزیر دا خلہ تھے ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء میں یہ کا ر خا نہ تیا ر ہو گیا، تو شا ہ فہد نے ہی اس کا افتتا ح کیا اس وقت وہ ولی عہد تھے۔ اسکے بعد سے اسی کا ر خا نہ کے تیا ر کر دہ غلا ف سے کعبہ شر یفہ کو مزین کیا جا تا ہے۔ اس کا ر خانہ میں کعبہ کے اندرو نی غلا ف ،حجر ہ شریفہ (مدینہ منورہ)کے پر دے اور مملکت سعو دیہ کے جھنڈے کی تیا ری کا کا م بھی ہو تا ہے۔ نیز سر کا ری مہما نو ں کے تحا ئف کیلیے کچھ ایسے ٹکڑے بھی تیا ر کیے جاتے ہیں، جن کی کشیدہ کا ری غلاف کعبہ کے مشا بہ ہو تی ہے۔ یہ کا رخا نہ ایک لا کھ مر بع میٹر رقبہ پر بنا ہو ا ہے، ملا زمین کی تعداد ۲۴۰ سے زیا دہ ہے، ۱۴۱۴ھ سے اس کا ر خانہ کا نظم و نسق حر مین شریفین کی انتظا میہ کمیٹی الر ئا ستہ العا مۃ لشوون المسجد الحرام والمسجد النبوی کے سپر د ہے۔

غلا ف کعبہ کے امتیا زی اوصا ف

غلا ف کعبہ عمدہ قسم کے ریشم سے تیا رکیا جا تا ہے۔گہر ا سیا ہ رنگ دیکر اس کو مزید پر کشش کر دیا جا تا ہے۔ظا ہر ی سیا ہ غلا ف اور اندر و نی سفید استر کی سلا ئی نہا یت مضبو ط ہو تی ہے۔

اس غلا ف کی بنا ئی اس اندا ز پر ہو تی ہے جس طر ح عر بی میں سا ت کا ہند سہ ہو تا ہے۔ گو یا ہند سہ کو ملا ملا کر با ر با ر لکھا گیا ہے۔اس پر درج ذیل عبا ر ت تحریر ہے لا الہ اللہ محمد رسو ل اللہ، سبحا ن اللہ و بحمدہ سبحان اللہ ا لعظیم، یا اللہ یا حنا ن یا منا ن۔یہ غلا ف پا نچ ٹکڑو ں پر مشتمل ہو تاہے۔چا رٹکڑے بیت اللہ شریف کی چاروں دیواروں کے سا ئز کے مطا بق تیا ر ہو تے ہیں اور پا نچو اں ٹکڑا کعبہ شریف کے در و ازہ کیلیے خا ص ہے۔ہر نئے غلاف کے نیچے سفید کپڑے کا نیا استر لگا یا جا تا ہے۔مکمل غلاف کی تیا ری میں کل ۴۷ ٹکڑوں کا استعمال ہو تا ہے، ہر ٹکڑے کی لمبا ئی ۱۴ میٹر اور چو ڑائی ۹۰ سینٹی میٹر ہو تی ہے۔غلا ف کے با لا ئی حصہ میں ایک پٹی پر قرآنی آیا ت کی کشیدہ کا ری کی گئی ہے۔اس پٹی کے نیچے بھی کچھ عبا رتیں لکھی گئی ہیں۔ غلا ف کعبہ ہر سال ۹ ذی الحجہ کو تبدیل کیا جا تا ہے اور عید الا ضحی کو کعبہ شر یف نئے غلا ف میں ملبوس ہو تا ہے۔(321)

دروازے کا تا لا

اس تا لے کی تیا ری ۱۳۹۹ھ میں انجا م پا ئی۔اس کی بنا وٹ اس پر انے تا لے کے مطا بق ہے، جو سلطا ن عبد الحمید عثما نی کے زمانہ سے استعما ل میں تھا، البتہ اس میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے، جس سے اس کی پا ئیداری میں اضا فہ ہو گیا ہے اور آ ئند ہ اس کی اصلا ح و مر مت کی ضر و رت پیش نہیں آ ئیگی۔اس کا طو ل ۳۴ سینٹی میٹر اور عر ض ۶ سینٹی میٹر ہے۔اسکی ہر کڑی میں زدرد پیتل کا ٹکڑا جڑا ہو ا ہے، جس کی لمبا ئی ۸ سینٹی میٹر ہے ،اس پر یہ عبا رت کندہ ہے صنع فی عھد خا لد بن عبد العزیز آل سعو د ۱۳۹۹ھ(یہ خا لد بن عبد العزیز آل سعو د کے دو ر ۱۳۹۹ھ میں تیا ر کیا گیا۔(322)

کلید کعبہ

سدانۃ اور حجا بہ کعبہ شریفہ کی خدمت کے دو عنو ان ہیں۔اس کے ضمن میں دروازہ کا کھو لنا، بند کر نا، کلید کعبہ کی حفاظت اور غلا ف کعبہ و غیر ہ آتے ہیں۔کلید کعبہ اولا حضرت اسمعیلؑ کے سسر الی رشتہ دا ر قبیلہ جر ہم کے

پاس منتقل ہو گئی، پھر قبیلہ خزاعہ سے ہوتے ہوئے یہ عظیم شرف قصی بن کلاب کو نصیب ہوا، جو آپ ﷺ کے چوتھے دادا تھے۔ پھر ۸ ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ ؓ سے چابی لیکر کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا، اندر تشریف لے گئے، پھر باہر آکر ارشاد فرمایا: ہر خون اور مال ناجائز جو جاہلیت میں تھا، وہ میرے پاؤں تلے ہے، البتہ حجاج کو پانی پلانے کا عمل اور کعبہ کی خدمت ان دونوں چیزوں کو حسب سابق برقرار رکھتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ان اللہ یامرکم ان تودوا الامنت الی اھلھا (نساء:۵۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔

اور عثمان بن طلحہ کو کلید عنایت کی اور فرمایا:یہ چابی لے لو اور اے طلحہ کی اولاد !اب یہ تمھاری نسل میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔اس کو تم سے کوئی نہ لے سکے گا سوائے کسی ظالم کے۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ آیت ان اللہ یامرکم..... عثمان بن طلحہ کی شان میں نازل ہوئی ،جس کی بناپران کو چابی واپس دی گئی۔حضرت عثمان بن طلحہ کی وفات کے بعدکلید کعبہ ان کے چچازاد بھائی شیبہ کو ملی اور پھر شیبہ کی نسل میں ہی یہ مبارک وراثت منتقل ہوتی رہی۔شیبہ کی اولاد آج تک شیبی نسبت سے متعارف ہے اور حدیث مذکور میں لفظ خالدۃسے اشارہ ملتا ہے کہ یہ خاندان طلحہ نہ صرف یہ کہ قیامت تک باقی رہے گا بلکہ کلید برداری کا یہ عظیم شرف بھی نسل در نسل اس خاندان میں منتقل ہوتا رہے گا۔

یہ واقعہ آپ کا زندہ جاوید معجزہ ہے کہ کلید کعبہ کے بارے میں آپ نے فرمادیا کہ یہ شرف قیامت تک آل طلحہ کو حاصل رہے گا۔بڑے شان وشوکت والے حکمران آتے رہے اور آتے رہیں گے، مگر اللہ رب العزت نے اپنی قدرت سے شیبی خاندان کے اس شرف کی حفاظت کی اور کرتے رہیں گے اور کوئی اس شرف کو ان سے چھین نہ سکے گا۔چنانچہ صدیاں گذرنے کے باوجود آج بھی کلید کعبہ اس خاندان کے پاس ہے۔آجکل اس چابی کی لمبائی چالیس سینٹی میٹر ہے جو ایک ریشم کے تھیلے میں محفوظ ہے، جس پر خالص سونے کا کام کیا ہوا ہے اور یہ تھیلا ہر سال بدلا جاتا ہے، جس کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم اسی کارخانہ میں ہوتی ہے، جہاں غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے۔اس تھیلے کی ایک جانب آیت مذکورہ ان اللہ یامرکم....... تحریر ہے ،جبکہ دوسری جانب یہ عبارت

لکھی ہو ئی ہے امر بصنعہ خا دم الحرمین الشر یفین فھد بن عبدالعزیز آل سعو د حفظہ اللہ(یہ تھیلا خا دم حر مین شر یفین شا ہ فھد بن عبد العزیز کے فر ما ن پر تیا ر کیا گیا ہے)۔(323)

تو لیت کعبہ کے منا صب کی تقسیم

اس انتظا م کے ما تحت کعبہ کی تو لیت کے کا م یہ مقرر کیے گئے:

۱۔سقا یہ: یعنی ایا م حج میں حا جیو ں کے وا سطے پا نی کا انتظا م۔چو نکہ مکہ میں پا نی کی بہت قلت تھی ،کیو نکہ زمز م کا چشمہ ایک عر صہ سے اٹ کر گم ہو چکا تھا اور اگرو ہ ہو تا بھی تو چو نکہ حج کے مو قع پر غیر معمو لی تعداد میں لو گ جمع ہو تے ہیں، اسلیے یہ کا م خا ص انتظا م چا ہتا تھا۔آنحضرت ﷺ کے وقت میں یہ کا م بنو ہا شم میں تھا اور عبا س بن عبد المطلب کے سپر د تھا۔

۲۔رفا دہ : یعنی ایا م حج میں غریب حا جیوں کی اعا نت کا انتظا م۔اس کا م کیلیے قر یش میں ہر سا ل چندہ جمع ہو تا تھا۔ زما نہ نبو ی میں یہ کا م بنو نو فل میں تھا اور حا ر ث بن عامر کے سپر د تھا۔

۳۔حجا بہ: یعنی کعبہ کی دربا نی اور کلید بر داری۔آنحضر ت ﷺ کے زما نہ میں یہ کا م بند عبد الدا ر میں تھا اور عثما ن بن طلحہ کے سپر د تھا۔یہ تینو ں کا م قصی نے اپنی زندگی میں خو د اپنے پا س رکھے تھے۔(324)

منیٰ

منیٰ دو ہیں ایک منیٰ مکہ اوردوسر ا منیٰ نجد . ... (325)

منیٰ کا مطلب بہنا۔عید کے ایام میں قربانیاں کی جاتی ہیں اور ان کا خون بہتا ہے، اس لئے منیٰ کہا گیا۔دوسرا قول کہ اہل عرب ایسی جگہ کو منیٰ کہتے ہیں ،جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایام حج میں حجاج کرام 12,11,8اور بعض 13 ذی الحج کی رات یہاں گذارتے ہیں،اور یہیں جمع ہوتے ہیں۔

منیٰ کا محل وقوع مکہ اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔مکہ سے فاصلہ 7 کلو میٹر ہے جبکہ سرنگ کے راستے پیدل صرف 4 کلو میٹر ہے۔ منیٰ مشعر ہے اور حدود حرم کے اندر ہے۔یہیں پر حضرت ابراہیمؑ نے شیطان کو کنکریاں ماریں، جب وہ آپ کے راستے میں رکاوٹ بنا۔حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور ﷺ نے بھی سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے انھیں تین مقامات پر کنکریاں ماریں۔یہیں پر مسجد خیف ہے اور یہیں ایک پہاڑ کے دامن میں انصار مدینہ نے آنحضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کی۔326))

حجاج کی کثرت کی بنا پر منیٰ کی جگہ تنگ ہوتی جارہی تھی ،حکومت نے منیٰ کے پہاڑوں کو کاٹ کر اور اونچی نیچی جگہ کو ہموار کرکے خیموں کی جگہ میں اضافہ کیا ہے۔بڑے منظم طریقہ پر سڑکوں اور پلوں کا جال بچھا دیا ہے، فلٹر شدہ شیریں پانی وافر مقدار میں فراہم کیا ہے۔ایسے خیمے نصب کیے ہیں،جو فائر پروف ہیں۔جگہ جگہ وضو خانوں اور حماموں کا انتظام ہے۔ہر تھوڑے فاصلے پر ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں، منیٰ کی حدود ظاہر کرنے کیلئے بڑے بڑے بورڈ لگائے ہیں۔مسجد حرام سے منیٰ کے فاصلے کو مختصر کرنے کیلیے سرنگیں بنا دی گئی ہیں۔سرنگوں سے نکلیں تو پیدل چلنے والوں کیلیے سایہ دار راستہ بنایا گیا ہے ،جس میں جگہ جگہ پر پینے کا ٹھنڈا پانی، وضو خانے اور بیت الخلاء موجود ہیں۔(327)

مسجد خیف

یہ منیٰ کے جنوبی پہاڑکے دامن میں واقع ہے اور چھوٹے جمرے کے نزدیک ہے۔یہ مسجد مسلم خلفاء و حکمرانوں کی توجہ کا مرکز رہی۔ماضی قریب میں،اس کی تعمیر و توسیع کا کام 1407ھ / 1987ء میں مکمل ہوا ،جس پر تین کروڑ پندرہ لاکھ ریال کی لاگت آئی۔اس میں چار مینار ہیں۔مسجد کی اندرونی فضا کو ٹھنڈا رکھنے کیلیے410 ایئر کنڈیشن سیٹ اور 1100 سے زائد پنکھے لگائے گئے ہیں۔مسجد سے متصل ایک ہزار سے زائد بیت الخلاء اور تین ہزار سے زائد وضو کی ٹوٹیاں ہیں۔(328)

منیٰ میں مسجد خیف اسی جگہ واقع ہے، جہاں آنحضور ﷺ کا خیمہ نصب ہوا تھا۔باقی عرب کی نسبت یہاں سے بیت اللہ شریف مغرب میں ہے۔(329)

غار مرسلات

اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اس غار میں تشریف فرما تھے کہ سورۃ مرسلات نازل ہوئی۔ منیٰ میں یہ غار مشہور و معروف ہے۔اسکا محل وقوع مسجد خیف کے پیچھے پہاڑ کے اس حصے پر ہے ،جو یمن کی سمت میں ہے۔(330)

مسجد بیعت

یہ مسجد منیٰ میں اس جگہ واقع ہے ،جہاں انصار مدینہ نے 621ء میں آنحضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔اسی جگہ دوسری بیعت جس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے عمل میں آئی۔عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے 761ء میں‌اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرادی ،جس کے نام کا کتبہ مسجد کی قبلہ رخ دیوار میں بیرونی جانب نصب ہے۔مسجد کی مضبوط چاردیواری میں اگلا حصہ چھت اور پچھلا حصہ صحن پر مشتمل ہے۔اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمان خلفاء نے اس مسجد کی تجدید و ترمیم کا اہتمام کیا۔مسجد کی موجودہ تعمیر ترکی دور کی ہے، جو پتھر اور چونے سے بنی ہوئی ہے۔اس کا محل وقوع جمرۃ عقبہ سے تقریبا 300 میٹر کے فاصلے پر منیٰ سے مکہ کی طرف اترنے والے پل کے داہنی سمت پہاڑ کی گھاٹی میں ہے (331)

جمرات

جمرۃ کی جمع ہے۔جمرہ چھوٹی کنکری کو کہتے ہیں۔یہاں تین جمرات ہیں ،پہلے کو چھوٹا جمرہ، دوسرے کو درمیانہ جمرہ اور تیسرے کو بڑا جمرہ کہتے ہیں۔رمی جمرات کا مطلب ہے کنکریاں مارنا۔تینوں جمرات پر گول دائروں میں پتھر کے ستون بنے ہوئے ہیں، جنھیں عام طور پر لوگ شیطان کہتے ہیں۔ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اس جگہ کی تعیین کیلئے علامتی نشان ہیں، جہاں شیطان ظاہر ہوا تھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اس کو کنکریاں ماری تھیں، البتہ ان ستونوں کے درمیان جو حوض نما دائرے ہیں ،یہ 1292ھ کے بعد بنائے گئے ہیں، جن کی تعمیر کا مقصد بڑھتے

ہوئے ازدحام کے پیش نظر رمی کی جگہ کو وسیع کرنا تھا، نیز یہ کہ کنکریاں ایک جگہ جمع ہوتی رہیں اور پھیل کر لوگوں کی تکلیف کا سبب نہ بنیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بڑے جمرہ کے گرد صرف نصف دائرہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ یہ جمرہ ایک چھوٹی سی پہاڑی سے متصل تھا اور اس کی رمی صرف ایک سمت سے کی جاتی تھی، پھر جب سڑک کو کشادہ کرنے کیلیے اس پہاڑی کو ختم کیا گیا، تو یہ نصف دائرہ اسی پر اپنی جگہ پر پر انی حالت میں باقی رہا، تاکہ جس طرف سے پہلے رمی ہوتی تھی، آیندہ بھی اسی سمت سے ہوتی رہے۔ حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 1383 ھ میں جمرات پر ایک پل بنا دیا گیا، جس کے اوپر سے بھی رمی کی جا سکتی ہے۔ حجاج کی مزید سہولت کیلیے کئی مرتبہ اس پل کی توسیع دونوں جانب سے ہو چکی ہے۔ واضح رہے کہ جمرہ کبریٰ اور جمرہ وسطیٰ کی درمیانی مسافت 247 میٹر ہے، جبکہ جمرہ وسطیٰ اور جمرہ صغریٰ کی درمیانی مسافت 200 میٹر ہے (332)

وادی محسر

منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وہ جگہ ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو تباہ کیا تھا۔ یہاں سے تیزی سے گزرنا مسنون ہے۔ وادی محسر کی تعیین کیلیے منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں یہ جگہ حدود حرم میں شامل ہے۔(333)

مزدلفہ

یہ مقام عرفات اور منیٰ کے درمیان ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حاجی لوگ یہاں رات کے اندھیرے میں پہنچتے ہیں یا اس لیے کہ یہاں سے حاجی لوگ بیک وقت کوچ کرتے ہیں۔ اس کی حدوادی محسر سے لے کر مازمین (یعنی دو پہاڑ جو آمنے سامنے ہیں) تک ہے اس کا طول 4 کلو میٹر جبکہ رقبہ 12.25 مربع کلو میٹر ہے۔ مزدلفہ کی حدود واضح کرنے کیلیئے بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں۔ مزدلفہ کا طول بلد 39,54,22 مشرق میں اور عرض بلد شمال میں 21,23,00 ہے۔

حجاج کرام کی سہولت کیلیے سعودی حکومت نے یہاں میدان کو کافی حد تک ہموار کر دیا ہے، جگہ جگہ وضو اورپینے کیلیے صاف پانی کی ٹوٹیاں لگا دی ہیں، مردوں اور عورتوں کیلیے علیحدہ علیحدہ بیت الخلاء بنا دیے ہیں، ڈسپنسریاں بنا دی ہیں، سڑکیں کشادہ اور پختہ کر دی ہیں۔(334)

مشعر حرام

یہ مزدلفہ میں‌ایک پہاڑ کا نام ہے ،جس پر امام کھڑا ہوتا ہے (قیام کرتا ہے)۔(335)

مسجد مشعر حرام

یہ مسجد سڑک نمبر 5 پر واقع ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قبلہ کی سمت میں قیام فرماتے تھے، اس جگہ پر مسجد بعد میں بنی۔بالآخر سعودی حکومت نے اس کی جو تعمیر و توسیع کی ہے، اسکی لاگت تقریبا 50 لاکھ ریال ہے۔اس کا طول مشرق سے مغرب کی جانب 90 میٹر اور عرض 56 میٹر ہے، کل رقبہ 5040 مربع میٹر ہے۔اس میں بارہ ہزار سے زیادہ افرد نماز ادا کر سکتے ہیں۔اس مسجد کے دو مینار ہیں،جن کی اونچائی 32 میٹر ہے، سمت قبلہ کے علاوہ بقیہ تینوں طرف دروازے ہیں۔مسجد سے متصل وضو خانے اور بیت الخلاء ہیں، جو مردوں اور عورتوں کیلیے الگ الگ ہیں۔مسجد مشعر حرام سے مسجد خیف کا فاصلہ 5 کلو میٹر ہے ،جبکہ مسجد نمرہ کا فاصلہ 7 کلو میٹر ہے۔(336)

مسجد نمرہ

یہ مسجد میدان عرفات میں واقع ہے۔مسجد کی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس کا نام نمرہ ہے ،اسی مناسبت سے اس مسجد کو بھی مسجد نمرہ کہا جاتا ہے۔عرفہ کے دن آنحضور ﷺ نے یہیں پر ایک خیمہ میں قیام فرمایا تھا۔جس جگہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور نماز ادا فرمائی، وہاں دوسری صدی ہجری میں یہ مسجد بنا دی گئی۔واضح رہے کہ آنحضور ﷺ نے وادی عرنہ میں حج کا خطبہ دیا تھا، یہ وادی عرفات سے باہر ہے۔نتیجتا اس جگہ جو مسجد نمرہ بنی ،وہ بھی عرفات سے باہر تھی۔بعد میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی۔یہی وجہ ہے کہ مسجد نمرہ دو حصوں میں منقسم ہے۔اگلا حصہ عرفات سے باہر ہے اور یہ مسجد کا قدیمی حصہ ہے اور پچھلا حصہ

عر فات کے اندر ہے اور یہ بعد کی تو سیعات ہیں۔مسجد کے اندر عر فات کی حدواضح کر نے کیلئے بور ڈ آویزاں ہیں، تاکہ حجاج کر ام ظہر و عصر سے فا رغ ہو کر مسجد کے پچھلے حصہ میں آجائیں یا پھر مسجد سے نکل کر عر فات کی حدود کے اندر مغرب تک رہیں۔یہ مسجد میدا ن عر فات کی مغربی حد پر واقع ہے۔سعودی دو ر میں اس مسجد کی تعمیر و تو سیع ہو ئی جس پر تیس کرو ڑ ستر لا کھ ریا ل کی لا گت آئی۔اس کا کل رقبہ 110 ہزار مر بع میٹر ہے۔ا س کا پچھلا حصہ دو منزلہ ہے۔اس مسجد میں 3 لا کھ 50 ہزار نما زیو ں کی گنجائش ہے۔6 مینا ر ہیں ،دس مر کزی دروازے ہیں،جبکہ چھو ٹے دروازوں کو ملا کر اس کی تعداد 64 ہو جا تی ہے۔اس مسجد سے ملحق حما مات کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، جبکہ وضو کیلیے ٹو ٹیوں کی تعداد 15 ہزار ہے۔(337)

میدان عر فات

یہ مشعر ہے، لیکن حرم کی حدود سے باہر ہے۔مسجد حرام کے جنو ب مشر ق میں 22 کلو میٹر کے فا صلے پر ہے۔اس کا عر ض بلد 49 ,12,19 اور 12,22,32 شمال کی جا نب جبکہ طو ل بلد 39,57,49 اور 39,49,39 مشرقی جانب ہے۔اس کا کل رقبہ 104 مر بع کلومیٹرہے۔اس کی تعیین کیلیے واضح بو رڈ لگے ہیں، جس سے اس میدان کی حدود متعین کر دیے گئے ہیں۔یہیں پر تما م حجا ج 9 ذی الحج کو جمع ہو تے ہیں۔(338)

میدان عر فا ت میں 20 جگہوں پر گا ڑیا ں ٹھہر انے کے مو قف ہیں۔طر یق مکہ سے ادھر طر یق عر فا ت الدا ئر ی (سر کلر رو ڈ ہے)۔وا دی عر نہ کو پا ر کر کے 19 سڑکیں تیر کی طر ح سیدھی اور متو ازی آگے بڑھتی ہیں، جنھیں دائیں سے بائیں 7 سڑکیں زا ویہ قا ئمہ پر کا ٹتی ہیں۔339))

جبل رحمت

یہ ایک چھو ٹا پہا ڑ ہے۔اس کو رالال اور نا بت بھی کہتے ہیں، قر ین بھی ایک نا م ہے۔میدان عر فات کی مشرقی سمت میں سڑک نمبر 7 اور 8 کے در میا ن یہ سخت پتھر والی پہا ڑی ہے۔مسجد نمر ہ سے اس کا فا صلہ تقر یبا ڈیڑھ کلو میٹر ہے۔اس پر چڑھنے کیلیے جوسیڑھیا ں بنا ئی گئی ہیں ان کی تعدا د 168 ہے۔(معجم القرآن از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ ۲۹۱ کے مطابق اس پہا ڑ پر چڑھنے کیلیے پتھر و ں کا زینہ اتا بک زنگی کے وزیر جما ل الدین نے بنو ایا

تھا)۔اس پہاڑی کے نیچے مسجد صخرہ ہے، قریب ہی نہرز بیدہ کی گزر گاہ تھی۔اس پہاڑی کے ارد گرد تقریبا 4 میٹر بلند پائپ ہیں، جن سے ہلکی ہلکی پھوار فضا میں پھیل کر موسم کو خوشگوار بناتی ہے اور گرمی کی شدت میں تخفیف ہوتی ہے۔یہ سطح زمین سے 65 میٹر جبکہ سطح سمندر سے 372 میٹر بلند ہے اس کا کل رقبہ 640 مربع میٹر ہے۔(340)

اس پہاڑی پر ایک سفید لوح نصب کی گئی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہاں آنحضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔اس سفید لوح کے نیچے پتھروں سے بنا ہوا چھوٹا سا چبوترہ ہے جس پر ایک اینٹ موٹائی کی دیوار چنی گئی ہے، جس کی چوڑائی ایک میٹر ہے اور لمبائی قریبا 5 میٹر ہے۔اوپر کے حصے کو نیم دائرے کی شکل میں بنایا گیا ہے، اس سادہ سی دیوار پر سفیدی کی ہوئی ہے۔(341)

مسجد صخرۃ

یہ مسجد عرفات میں جبل رحمت کے دامن میں دائیں طرف کی چڑھائی پر سطح زمین سے تھوڑی بلندی پر واقع ہے۔اس کے گرد چھوٹی سی چار دیواری ہے، جس کے اندر وہ چٹانیں ہیں، جن کے نزدیک رسول کریم ﷺ عرفات کے دن قصواء اونٹنی پر تشریف فرما دعاؤں میں مشغول رہے تھے۔(342)

وادی عرنہ

یہ مکہ کی ایک وادی ہے۔مسجد نمرہ کا اگلا حصہ اسی وادی میں ہے۔یہ حدود عرفات اور حدود حرم دونوں سے باہر حل میں واقع ہے۔(343)

عرفات سے پہلے ایک کافی چوڑے برساتی نالے کی گزر گاہ ہے ،جس کا نام وادی عرنہ ہے۔اس کے اوپر قریبا ایک کلو میٹر کے اندر چودہ کشادہ پل بنے ہوئے ہیں۔مسجد نمرہ کے قریب اس برساتی نالے میں ہلکا سا خم ہے (344)

نہر زبیدہ

یہ نہر خلیفہ ہارون الرشید کی زوجہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور نے طائف کے قریب حنین سے جہاں چشموں کا پانی کافی مقدار میں جمع ہوتا تھا، مکہ تک کھدائی اور اس پر ایک کروڑ سات لاکھ دینار صرف کیے (345)

(یہ نہر)مسجد حرام سے 36 کلو میٹر کے فاصلہ پر حنین میں واقع وادی نعمان سے شروع ہو کر عرفات اور وادی عرنہ سے گزرتی ہوئی منیٰ کے نشیبی علاقہ سے ہو کر مکہ مکرمہ پہنچتی تھی۔تقریبا بارہ سو سال تک اہل مکہ اس سے سیراب ہوتے رہے۔مسلم خلفاء و حکمران حسب ضرورت اس کی اصلاح ومرمت کراتے رہے۔مگر اب ایک عرصے سے ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو چکی ہے۔1421ھ میں ولی عہد شہزادہ عبد اللہ بن عبد العزیز نے ہدایات جاری کی ہیں کہ اس قدیم نہر کی تجدید و ترمیم کر کے پھر سے قابل استفادہ بنایا جائے۔(346)